﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 12 | جمعۃ المبارک 30 دسمبر 2005ء | 27 ذوالقعدہ 1426 ہجری قمری ❁ 30 فتح 1384 ہجری شمسی | شمارہ 52

تقویٰ کی باریک راہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بعض اوقات گھر میں بستر پر یا کسی اور جگہ کوئی کھجور پڑی ملتی ہے۔ مَیں اٹھاتا ہوں اور بھوک کی وجہ سے کھانے لگتا ہوں مگر مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں صدقہ نہ ہو تب اس کے کھانے کا ارادہ ترک کردیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب اللقطہ باب اذا وجد تمرۃ فی الطریق)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ مَیں یہی نمونہ صحابہؓ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کرلیں اور کوئی امران کی راہ میں حائل نہ ہو۔

’’اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر ان کے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان میں کمال کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ابوجہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ پہلے اس کا کفر مخفی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اس کا اظہار ہوگیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدق بھی مخفی تھا جو اس وقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی۔ ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کردیا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا﴾(البقرۃ:11) انبیاء ورُسل اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کردیتے ہیں۔ قرآن شریف نے انبیاء ورسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

﴿وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ۔ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا﴾(الأعراف:59) یہ تمثیل اسلام کی ہے۔ جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہوجاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہ خاصّہ اور علامات ہیں کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور دُکھ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اُس وقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث روحیں ہیں۔ ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپؐ کی راہ میں سر کٹوا ڈالے۔ ان کے حالات اور واقعات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ان میں کیسا اخلاص اور ارادت تھی۔ فی الحقیقت ان کا اُسوہ، اُسوۂ حسنہ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہیں کٹا تو اس کو شک ہوا کہ شہید نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیسے فدا تھے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری۔ اس کے نہ لگی مگر اپنے لگی۔ دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہوا؟ آپؐ نے فرمایا دو اجر ملیں گے۔ ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا تعالیٰ کے لئے خطرہ میں ڈالا۔ اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا۔ پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔

مَیں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کرلیں اور کوئی امران کی راہ میں حائل نہ ہو۔ وہ اپنے مال وجان کو ہیچ سمجھیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں۔ کسی تجارت یا اَور کام میں نقصان ہوا یا اَور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے۔ ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دُور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہؓ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہؓ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاّتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ۔

ہر بلاکیں قوم راحق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف اُن کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اسے کھول کر دیکھو۔ صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ صحابہؓ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف میں اس طرح پر بیان فرمایا ہے ﴿مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ﴾(الاحزاب:24) یعنی بعض ان میں سے شہادت پاچکے اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کرلیا۔ اور بعض اس انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہؓ دُنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال ودولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ مَیں جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپؐ نے ان کی کایا پلٹ دی اور اُنہیں بالکل رُو بخدا کردیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

خلاصہ یہ کہ ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جُویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ ودَو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے۔ خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضائے الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذّات سے افضل اور بالاتر ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 421-423 جدید ایڈیشن)

مبارک سو مبارک

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دار المسیح قادیان دار الامان میں قیام،
جماعت کے 114 ویں جلسہ سالانہ میں شمولیت اور اس کے نہایت عظیم الشان اور کامیاب انعقاد، نیز سال نَو (2006ء) کے آغاز پر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو بہت بہت مبارک ہو۔
’خیر ہی خیر رہے خیر کے رستے کھل جائیں‘ —— اور نئے سال کا —— ’ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے‘

’’السلام علیکم۔ راضی خوشی آئے۔ خیر و عافیت سے آئے‘‘

(قادیان واپسی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا تذکرہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۹۱ کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر افتتاحی خطاب میں فرمایا:

’’قادیان آنے سے متعلق یہ پہلا سفر ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ جب دوبارہ خدا مجھے یہاں لے کے آئے گا اور آئندہ خلفاء کو بھی لے کے آئے گا اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان آئندہ خلفاء کی راہ میری ہمیشہ کی آمد سے ہموار کردی جائے گی یا یہ توفیق کسی اور خلیفہ کو ملے گی۔ لیکن یہ تو مجھے کامل یقین ہے کہ جس خدا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان آخرین کا امام بنا کر بھیجا تھا وہ ضرور اپنے وعدے سچے کر دکھائے گا اور ضرور بالآخر خلافت احمدیہ اپنے اس دائمی مقام کو واپس لوٹے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان واپسی کے متعلق کثرت سے الہام بھی ہوئے اور رؤیا اور کشوف بھی دکھائے گئے۔ ایک دفعہ ایک غیر احمدی دوست میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ تقسیم ہند کے وقت تک میں احمدیت کی طرف بہت ہی مائل تھا بلکہ میں شوقیہ قادیان ان لوگوں میں بھی حاضر ہوا جو آخری دنوں میں یہاں خدمت کررہے تھے۔ لیکن بیعت نہیں کی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد میرا ایمان اٹھ گیا۔ کیونکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں کہیں یہ ذکر نہیں ملا کہ آپ کو قادیان چھوڑنا پڑے گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر ’’داغ ہجرت‘‘ سے آپ کو یہ پیغام نہیں بھی ملا اور آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے مراد شاید آخری رحلت ہو، دنیا سے عقبیٰ کا سفر ہو۔ تو کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ قادیان سے جانے کا ذکر نہیں تو قادیان میں آنے کا کیوں اتنا ذکر ملتا ہے اور اس رنگ میں ملتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی بستی میں پیدا ہوئے یہاں بڑھے، یہاں نشوونما پائی، یہی احمدیت کا مرکز بنا اور آپ کو الہام اللہ تعالیٰ ایسے کررہا ہے جیسے آپ قادیان سے باہر ہیں۔ اور وعدے کررہا ہے کہ ضرور لے کر آئے گا۔ یہ حیرت انگیز مضمون ہے۔ تمام الہامات میں قادیان **آنے** کے الفاظ نہیں ملتے۔ قادیان **جانے** کے الفاظ ملتے ہیں۔ حالانکہ جو شخص قادیان بیٹھا رؤیا دیکھ رہا ہے اس کو یہ نظر آنا چاہئے تھا کہ مَیں باہر سے قادیان واپس آرہا ہوں۔ یعنی میرا مقام قادیان ہے اور مَیں واپس لوٹ رہا ہوں۔ یہ نظر آنا چاہئے۔ ایک بھی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح اس نقشے کو نہیں کھینچا بلکہ یہ اظہار فرمایا کہ مَیں قادیان **جارہا ہوں** اور رستے میں روکیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے مختلف رنگ میں آپ کو آئندہ آنے والی خبریں عطا فرمائیں۔

ایک الہام تھا:۔ ’’مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ‘‘ جس کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ دو دو تین تین چار چار مرتبہ۔ لیکن اس کے ساتھ اُردو میں یہ الہام ہوا۔ ’’اب تو امن اور برکت کے ساتھ اپنے گاؤں میں جائے گا اور مَیں تجھے پھر بھی یہاں لاؤں گا۔‘‘

پس مَیں یقین رکھتا ہوں، ایک ذرہ بھی مجھے اس میں شک نہیں کہ اس جلسے پر میری اور دُور دُور سے قدوسیوں کی آمد اس الہام کی صداقت کی گواہ بن گئی۔ کیونکہ جو وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا تھا وہ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس انتہائی عاجز اور ادنیٰ غلام کے حق میں پورا ہوا ہے۔ اور آپ سبھی خوش نصیب ہیں جو اس وعدے کو پورا کرنے میں مددگار اور شریک اور مُمِد اور انصار بن کر یہاں پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور خدا کا ہم کیسے شکریہ ادا کریں جس نے یہ سعادت بغیر کسی ظاہری حق کے ہمیں عطا فرمائی۔ کوئی مخفی حق اس کے علم میں ہے تو وہی جانتا ہے۔ مَیں تو جب اپنے حال پر نگاہ کرتا ہوں تو ہرگز اپنے آپ کو اُن فضلوں کا مستحق نہیں پاتا اور خدا کی قسم اس میں کوئی جھوٹے عجز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مَیں جانتا ہوں مَیں کون ہوں۔ مجھے اپنی حیثیت کا علم ہے۔ ان فضلوں کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں اے خدا! مَیں کیا کروں تیرے لئے کس طرح ان کے شکر کا اظہار کروں۔ اظہار بھی میرے بس میں نہیں۔ شکر ادا کرنا تو بہت دُور کی بات ہے۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ نے یہی وعدہ فرمایا تھا۔ ’’اب تو امن اور برکت کے ساتھ اپنے گاؤں میں جائے گا اور میں تجھے پھر بھی یہاں لاؤں گا۔‘‘ جس کا مطلب ہے کہ پہلی واپسی عارضی ہونی تھی اور امن کے ماحول میں ہونی تھی۔ بعض احمدی باہر کے ملکوں میں پتہ نہیں کیسے ان خوابوں میں بسے رہے کہ گویا جس طرح فوج کشی ہوتی ہے اس طرح بڑے زور سے احمدیت کی فوج نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ قادیان پر حملہ آور ہوگی اور فتح حاصل کرے گی اور اس طرح وہ پرانی تاریخ انہی لفظوں میں دہرائی جائے گی جیسے بعض دفعہ پہلے رونما ہوئی ہے۔ یہ سب فرضی باتیں ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کیا مقدر تھا اور وہ یہی مقدر تھا۔ فرمایا: **’’تو امن اور برکت کے ساتھ اپنے گاؤں میں جائے گا اور میں تجھے پھر بھی یہاں لاؤں گا‘‘۔ اب اس مضمون کو مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک بار نہیں۔ دو دو۔ تین تین۔ چار چار بار آنا ہوگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر ظاہر ہوگی کہ جب خلافت قادیان اپنی دائمی مرکز قادیان کو واپس پہنچے گی۔**

26/جولائی 1904ء کو یہ رؤیا ہوا اور انبیاء کے رؤیا اور کشوف بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے اس رؤیا کی بڑی اہمیت ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ’’ہم قادیان گئے ہیں۔‘‘ اب دیکھیں عجیب بات ہے، قادیان رہتے ہیں اور دیکھا کہ قادیان گئے ہیں۔ مَیں نے سب الہامات کا مطالعہ کیا ہے ایک بھی جگہ یہ نہیں لکھا قادیان آئے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ **گئے ہیں** کا مضمون ہے۔ جس کا مطلب ہے بہت لمبے عرصے سے باہر رہ رہے ہیں، واپس آنے کی تمنا ہے پوری نہیں ہو رہی، دعائیں کرتے ہیں۔ اندھیرے رستے میں حائل ہیں اور پھر خدا توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ قادیان گئے ہیں۔

فرمایا: ’’اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے۔ خیر و عافیت سے آئے‘‘۔

جب میں یہاں آیا تو بعض اسی قسم کی کثرت سے آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ السلام علیکم۔ خیریت سے پہنچے۔ راضی خوشی آئے۔ راضی خوشی کا لفظ تو مجھے یاد نہیں لیکن ’خیریت سے پہنچے‘ اس قسم کے کلمات خیر بارہا عورتوں کی آواز میں میرے کان میں پہنچتے تھے۔ ہر دفعہ میری روح خدا کے حضور سجدے کرتی تھی کہ خدا نے ہمیں وہ دن دکھایا جس کے وعدے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے آج سے تقریباً نوے برس پہلے کئے گئے تھے۔ بہت سے ایسے الہامات ہیں مَیں ان کا ذکر چھوڑتے ہوئے چند ایک کا ذکر کردیتا ہوں۔

’’مَیں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ ایک دو آدمی ساتھ ہیں۔ کسی نے کہا راستہ بند ہے۔ ایک بڑا بحر زخّار چل رہا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ واقع میں کوئی دریا نہیں بلکہ ایک بڑا سمندر ہے اور پیچیدہ ہو ہو کر چل رہا ہے جیسے سانپ چلا کرتا ہے۔ ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہیں اور یہ راہ بڑا خوفناک ہے۔‘‘

یہ واقعہ بھی گزر چکا ہے اس سے پہلے صد سالہ جشن کے موقعہ پر بھی ہمیں یہی تمنا تھی۔ جائزے لئے گئے تو تمام طرف سے خود قادیان والوں نے بھی یہی لکھا کہ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں اور حالات خطرناک ہیں۔ پنجاب میں بھی امن نہیں ہے اس لئے آپ نہ تشریف لائیں۔ حالانکہ میری دلی خواہش یہ تھی کہ مَیں آؤں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رؤیا بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہوچکا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا: ’’اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ‘‘ جس خدا نے قرآن کریم پر عمل کرنا تیرے لئے فرض قرار دیا ہے وہ لازماً تجھے اپنے معاد کی طرف، اس آخری مستقل قیام گاہ کی طرف واپس لے کر آئے گا۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ یَاْتِیْکَ نُصْرَتِیْ اِنِّیْٓ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰی۔ پھر آپ کو الہام ہوا۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ اور کہہ کہ اے میرے رب! مجھے نیک طور پر (دوبارہ مکہ میں) داخل کر۔ یہ ترجمہ جو ہے چونکہ لکھنے والے نے تفسیر صغیر سے لیا ہے اس لئے یہاں لفظ مکہ کا لکھا گیا ہے۔ قرآنی دعا میں نہ صرف یہ کہ مکّہ کا ذکر نہیں بلکہ جس مقام کا ذکر ہے وہ کوئی ظاہری مقام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مرتبے کا ذکر ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہونا تھا۔ لیکن اس کی ذیل میں ظلی طور پر مکّہ کا ذکر شامل ہے اس لئے ہر ایسی دعا کرنے والا محض مکہ میں داخل ہونے کے لئے ایسی دعا نہیں کرتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں یہ التجا کرتا ہے کہ اے خدا تو نے جس طرح اپنے پاک محمدؐ کو بار بار بلند سے بلند مقامات میں داخل فرمایا اور ہر بلند مقام سے ایک اور بلند مقام کی طرف نکلنے کی توفیق بخشی۔ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرما۔ پس اسی ذیل میں قادیان بھی آتا ہے اور یہاں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خطاب ہے اس میں ان معنوں میں قادیان واپسی کے لئے پیش گوئی تھی۔‘‘

معبدوں میں لہو میں نہائے گئے
ایسا ظلم و ستم ایسا کرب و بلا

آنکھ منزل پہ اور پاؤں میں آبلہ
پا پیادہ سہی ، دکھ زیادہ سہی
اک صدی کا سفر بے ارادہ نہ تھا
نوکِ دشنہ و خنجر سے خائف نہیں
دوستوں کے گِلے دل ترازو ہوئے
غیرت نَے نوازی کو بیچا نہیں
کُنجِ غربت کی تنہائیوں کی قسم
جام رندوں کے ہاتھوں سے گرنے لگے
ہاتھ چُومیں جو تیرا بھرے شہر میں
عجز کی انتہا سے ملی رفعتیں
جو نصیبوں میں لکّھا ہے مل جائے گا
زندگی کی حقیقت بدلتی نہیں
معبدوں میں لہو سے نہائے گئے
سرفرازی اُسی کا مقدر بنی
کوئی پوچھے ستمگر سے جا کے ذرا
یونہی کٹتا ہے یہ زندگی کا سفر

یوں چلا دل فگاروں کا یہ قافلہ
اے مرے ہمسفر ! حوصلہ حوصلہ
اِک جنوں تھا کہ جس نے دیا ولولہ
دستِ قاتل ہو یا لشکرِ کربلا
مل گیا عمر بھر کی وفا کا صلہ
ہم نے حرفِ صداقت کہا برملا
اک سہارا تری یاد کا سلسلہ
ساقیا اب کسی محتسب کو پلا
ایسے لوگوں سے رکھ دو قدم فاصلہ
خاک میں ہم ملے تو وہ عقدہ کُھلا
کیوں کرے آدمی آدمی کا گلہ
زندگی نقش بر آب اِک بلبلہ
ایسا ظلم و ستم ایسا کرب و بلا
وہ جو مقتل میں بھی سر اٹھا کے چلا
بے اماں ہم ہوئے تو تمہیں کیا مِلا
یونہی جاری مکافات کا سلسلہ

(ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر۔ تنزانیہ)

کسر صلیب کی حقیقت

(ساجد محمود بٹر ۔ استاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

اکثر غیر احمدی علماء کا کسر صلیب کے متعلق یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو دنیا کی تمام صلیبوں کو توڑ دیں گے۔ تمام یہود و نصاریٰ اور کافروں کو قتل کر دیا جائے گا اور صرف وہی باقی بچیں گے جو مسلمان ہو جائیں گے۔

اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تلوار کے زور سے صلیبوں کو توڑنا ہے اور زبردستی دوسرے لوگوں کو مسلمان بنانا ہے تو یہ خیال خلاف قرآن ماننا پڑے گا۔ کیونکہ قرآن کریم ہمیں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم کسی کے دین کے متعلق جبر سے کام لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۱۔ ﴿لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ﴾ (البقرہ:۲۵۷) یعنی دین کے معاملے میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔

۲۔ ﴿قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ﴾۔ (الکہف:۳۰)

یعنی تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے۔ اب جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جو انکار کرے اس کو تلوار کے زور سے حق منوالو اگر نہ مانے تو قتل کر ڈالو۔

۳۔ ﴿وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ کُلُّہُمۡ جَمِیۡعًا اَفَاَنۡتَ تُکۡرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ﴾۔ (یونس:۱۰۰)

کہ اگر تیرا رب چاہتا تو زمین پر بسنے والے تمام کے تمام ایمان لے آتے۔ کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں۔

یہاں خدا تعالیٰ بہت واضح رنگ میں سمجھا رہا ہے کہ تلوار کے زور سے جو ایمان لاتے ہیں وہ مجبوراً ایمان لاتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کو یہ بات پسند ہوتی کہ لوگ ایمان لے آئیں خواہ دل ان کے ناپسند ہی کیوں نہ کرتے ہوں تو خدا تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو مومن بنانے پر قادر تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔

۴۔ ﴿قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَمَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِوَکِیۡلٍ﴾

(یونس:۱۰۹)

تو کہہ دے کہ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ چکا ہے اب جو کوئی ہدایت پاتا ہے تو اس کا ہدایت یافتہ ہونا اس کے نفس کے لئے ہی ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اس کا گمراہ ہونا اس کے نفس کے خلاف ہی ہوگا اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔

❁ ...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تلوار کے زور سے عیسائیوں کی صلیبوں کو توڑیں گے تو کیا وہ قرآن کریم کے ان واضح احکام کے خلاف عمل نہیں کریں گے؟

پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کی غرض سے کوئی لشکر روانہ کرتے تو مجاہدین کو نصائح کرتے کہ کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، کسی بچے کو بھی قتل نہ کرنا، نہ کسی عورت کو قتل کرنا۔ اب کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان واضح ہدایات کے خلاف تلوار کی دھار سے ہر کافر کو قتل کر ڈالیں گے اور جبراً صلیبوں کو توڑ ڈالیں گے۔

❁ ...... علاوہ ازیں اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں موجود صلیبوں کو توڑتے پھریں گے تو یہ خلافِ عقل ہے کیونکہ پوری دنیا میں اربوں کی تعداد میں صلیبیں ہیں۔ اگر بڑی مشکل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکڑی اور لوہے کی چند لاکھ توڑ بھی ڈالیں گے تو کیا عیسائی اور صلیبیں نہیں بنالیں گے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر ایک علاقے میں داخل ہو کر صلیبیں توڑ کر دوسرے علاقے میں جائیں گے تو کیا پہلے علاقے والے توڑی جانے والی صلیبوں سے کئی گنا زیادہ صلیبیں نہیں بنا سکیں گے۔ پس جب تک کسی کے دل و دماغ میں صلیب کی محبت ہے اس وقت تک وہ صلیبیں بناتا ہی رہے گا۔

مستشرقین تو پہلے ہی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اس خیال کے پیش نظر مغربی ممالک میں مسلمانوں کے متعلق یہ خیال بڑی شدت سے پایا جاتا ہے کہ اسلام تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام اپنے نظریات کو ڈنڈے کے زور پر ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور اسلامی تعلیم میں یہ ہے کہ جو آدمی مسلمان نہ ہو اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ ان اعتراضات و خیالات کے ہوتے ہوئے اگر ہم پھر بھی یہی عقیدہ بنالیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور دنیا کی تمام ظاہری صلیبوں کو توڑ ڈالیں گے، تمام منکرین کو جو ایمان نہیں لائیں گے ختم کر ڈالیں گے تو یہ خیال مغربی ممالک کے لوگوں کے اسلام کے متعلق اس غلط نظریے کو مزید تقویت بخشنے والا ہوگا اور ہر ایک یہی سمجھے گا کہ اسلام کی تعلیم امن اور محبت اور پیار پر مشتمل نہیں بلکہ شدت پسندی پر مشتمل ہے۔ پھر یہ بھی قابلِ غور مقام ہے کہ لکڑی، لوہے، پیتل اور سونے چاندی کی صلیبیں تو ہمیشہ جنگوں میں ٹوٹتی رہی ہیں۔ کیا خلفائے راشدین نے یہ صلیبیں نہیں توڑی تھیں؟ کیا بنوامیہ کے دور بادشاہت میں لاکھوں صلیبیں نہیں توڑی گئیں؟۔ کیا صلاح الدین ایوبی نے جنگوں میں صلیبیں نہیں توڑیں؟ اگر ظاہری صلیب توڑنے کا نام ہی کسر صلیب ہے تو پھر ان تمام لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسر صلیب کیوں نہیں فرمایا؟ آنے والے موعود کو کاسر صلیب کا لقب کیوں عطا کیا؟

یہ تمام امور ہماری راہنمائی کرتے ہیں کہ **کسر صلیب سے مراد سونے، چاندی کی صلیبیں توڑنا نہیں بلکہ عیسائیت جس کی پہچان صلیب ہے اس کے عقائد کو دلائل عقلیہ و نقلیہ اور آسمانی نشانوں سے توڑنا تھا۔**

علاوہ ازیں کسر صلیب ظاہرانہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری کی اسی حدیث میں جہاں یَکْسِرُ الصَّلِیۡبَ وَ یَقْتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ کے الفاظ آتے ہیں ان کے آگے یہ لکھا ہے وَیَضَعُ الۡحَرۡبَ۔ یعنی مسیح لڑائیوں کو ختم کر دے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والا موعود ظاہری طور پر صلیبوں کو نہیں توڑے گا جس کے لئے ظاہری جنگ کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ وہ جنگ کرنے کے بغیر صلیبوں کا خاتمہ کرے گا۔ یعنی کسر صلیب کے لئے اسے تیر و تفنگ کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ دلائل و براہین سے وہ صلیب کا خاتمہ کرے گا۔

علماءِ سلف کے نزدیک کسر صلیب سے مراد

چونکہ ظاہری طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیبوں کو توڑتے پھرنا خلاف عقل تھا اور خلاف قرآن تھا اس لئے گزشتہ علمائے دین نے بھی کسر صلیب سے مراد عیسائیت کے بنیادی عقائد کو دلائل و براہین سے توڑنا مراد لیا ہے۔

چند بزرگان کے حوالہ جات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

1۔ علامہ بدر الدین المعروف علامہ عینی (متوفی ۸۵۵ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یکسر الصلیب کی تشریح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فُتِحَ لِی ھُنَا مَعۡنی مِنَ الۡفَیۡضِ الۡاِلٰھِی وَھُوَ اَنَّ الۡمُرَادَ مِنۡ کَسۡرِ الصَّلِیۡبِ اِظۡھَارُ کذب النّصاری...... ثُمَّ یَکُوۡنَ کَسۡرُ عِیۡسَی الصلیبَ حینَ ینزلُ اِشَارَۃً اِلی کِذۡبِھِمۡ فِیۡ دَعۡوَاھُمۡ اَنَّہٗ قُتِلَ وَصُلِبَ۔ وَاِلی بُطۡلَانِ دِیۡنِھِمۡ وَاَنَّ الدِّیۡنَ الۡحَقَّ ھُوَ الدِّیۡنُ الَّذِی ھُوَ عَلَیۡہِ وَھُوَ دِیۡنُ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ھُوَ نَزَلَ لِاِظۡھَارِہٖ وَاِبۡطَالِ بَقِیَۃِ الۡاَدۡیَانِ۔“

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری لشیخ امام بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینیؒ جزء ۱۲ صفحہ ۳۵۔ کتاب البیوع باب قتل الخنزیر)

یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فیض سے مجھ پر یہ معنی ظاہر کئے ہیں کہ کسر صلیب سے مراد عیسائیت کے جھوٹ اور بطلان کو ظاہر کرنا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے نزول کے وقت صلیب توڑنا یہود و نصاریٰ کے اس دعویٰ کی تکذیب کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول اور مصلوب ہوئے اور ان کے دین کو باطل ثابت کرتا ہے۔ (اور آنے والا مسیح یہ ثابت کر دے گا) کہ سچا مذہب تو وہی ہے جس پر وہ خود قائم ہے اور وہ مذہب اسلام یعنی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے غلبے کے لئے اور تمام دوسرے ادیان کے ابطال کے لئے وہ نازل ہوا ہے۔

اسی باب میں علامہ عینیؒ مزید فرماتے ہیں:۔

”قَالَ الطِّیۡبِی یُرِیۡدُ بِقَوۡلِہٖ یَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ اِبۡطَالَ النَّصۡرَانِیَۃِ وَ الۡحُکۡمِ بِشَرۡحِ الۡاِسۡلَامِ۔

(عمدۃ القاری حوالہ مذکورہ بالا)

یعنی علامہ طیبی نے کہا ہے کہ کسر صلیب سے مراد عیسائیت کا بطلان ہے۔ اور اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔

2۔ حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) شارح بخاری فرماتے ہیں:۔

فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ اَیۡ یُبۡطِلُ دِیۡنَ النَّصۡرَانِیَۃِ“۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ للامام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) جزء ۲۔صفحہ ۴۹۱ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)

یعنی یکسرُ الصَّلِیۡبَ میں کسر صلیب سے مراد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مذہب عیسائیت کو باطل ثابت کر دیں گے۔

3۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف علی الکرمانی ”البخاری بشرح الکرمانی“ میں کسر صلیب کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”(یَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ)...... یُرِیۡدُ بِہٖ اِبۡطَالَ شَرِیۡعَۃِ النَّصَارٰی۔“

(البخاری بشرح الکرمانی۔ الجزء الثامن۔صفحہ ۷۴ کتاب البیوع باب قتل الخنزیر)

یعنی کسر صلیب سے مراد عیسائی شریعت کو باطل ثابت کرنا ہے۔

4۔ اسی طرح صحیح بخاری کی ایک اور شرح ”ارشاد الساری“ میں علامہ ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانیؒ (المتوفی ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:۔

”یَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ...... اَیۡ یُبۡطِلُ دِیۡنَ النَّصۡرانِیۃِ۔“

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری از علامہ القسطلانیؒ کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی کسر صلیب سے مراد عیسائی مذہب کا بطلان ثابت کرنا ہے۔

5۔ برصغیر پاک و ہند میں بخاری کا معروف نسخہ جو بڑی تقطیع میں ہے اور نور محمد مالک اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد دہلی کا شائع شدہ ہے۔ اس کے حاشیہ میں الشیخ المورث احمد علی سہارنپوری فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”وَالۡاَظۡھَرُ اَنَّ الۡمُرَادَ ھُوَ الۡاَوَّلُ اَعۡنِی اِبۡطَالَ النَّصۡرَانِیَّۃِ وَمَحۡوِ آثَارِھَا۔“ (بخاری کتاب الأنبیاء باب نزول عیسی بن مریم: حاشیہ نمبر ۱۲)

یعنی ان تمام معنوں میں سے پہلے معنی سب سے بہتر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ کسر صلیب اور قتل خنزیر سے مراد عیسائیت کے دین کو باطل کرنا اور اس کے آثار کو مٹا دینا ہے۔

6۔ علامہ قاضی عیاض شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں:۔

”وَقِیۡلَ: مَعۡنَی قَوۡلِہٖ: وَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ“ أَیۡ یُعَطِّلُ اَمۡرَہٗ وَیُسۡقِطُ حُکۡمَہٗ کَمَا یُقَالُ: کَسَرَ حُجَّتَہٗ۔“

(اکمال المعلم بفوائد مسلم للامام حافظ ابی فضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض۔ تالیف۔۵۴۴ھ‘ الجزء الاول صفحہ ۴۷۱۔ کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسر صلیب کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام عیسائی شریعت کو معطل کر دینگے اور اس کے احکام کو ساقط فرما دینگے۔ جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ اس آدمی نے فلاں کی دلیل اور حجت کو توڑ دیا۔

7۔ اسی طرح علامہ القرتبی شارح صحیح مسلم، کسر صلیب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”وقِیۡل: معۡنَی قَوۡلِہٖ ’وَیکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ‘ أیۡ یُبۡطِلُ أمۡرَہٗ بِکَسۡرِ حُجَّتِہٖ۔“ (المفھم شرح صحیح مسلم للقرطبی ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم الانصاری القرطبی۔ ”تالیف۔۶۵۶ھ“ جزء اول صفحہ ۳۶۹ کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسر صلیب کا مطلب یہ ہے کہ آنے والا موعود صلیبی شریعت اور احکام کو حجت کے ذریعے توڑ کر باطل ثابت کر دے گا۔

8۔ حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

”اَیۡ فَیُبۡطِلُ النَّصۡرَانِیَۃَ وَ یَحۡکُمُ بِالۡمِلَّۃِ الۡحَنَفِیۃِ۔“

(المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح الجزء التاسع (۹) صفحہ ۴۳۸ لعلامہ علی بن سلطان محمد القاریؒ۔ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

یعنی وہ عیسائیت کا بطلان ثابت کریں گے اور ملت حنفیہ کے مطابق احکام جاری فرمائیں گے۔

9۔ مظاہر الحق شرح مشکوۃ میں لکھا ہے:۔

”پس توڑیں گے صلیب کو یعنی باطل کریں گے دین نصرانیت کو اور حکم کریں گے ملت حنفیہ پر“

(مظاہر الحق شرح مشکوۃ جلد چہارم۔صفحہ ۳۸۴ از خطیب ولی الدین کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

10۔ علامہ طیبی ”شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح“

میں کسر صلیب کی متعلق لکھتے ہیں:۔

"یُرِیْدُ بِقَوْلِہٖ: یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ اِبْطَال۔ النَّصْرَانِیَۃِ والْحُکْمَ بِشَرْعِ الْاسْلَام"۔

(شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح المسمی الکاشف عن حقائق السنن الجزء العاشر(۱۰)صفحہ۱۴۹۔ تالیف الامام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبیؒ(المتوفی۔۷۴۳ھ) کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

یعنی رسول اکرم ﷺ کا یکسر الصلیب کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصرانیت کا بطلان کریں گے اور اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔

11۔ شیعہ مسلک کی شہرہ آفاق کتاب "بحار الانوار" میں لکھا ہے:۔

"یَـکْسِرُ الصّلِیْبَ یُرِیْدُ اِبْطَالَ النَّصْرَانِیَۃِ وَیَحْکُم بِشَرْعِ الِاسْلَامِ"۔(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ۱۹۸ باب سیرہ و اخلاقہ وعدد اصحابہ وخصائص)

یکسر الصلیب کا مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسائی دین کا بطلان ثابت کر دینگے اور اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔

12۔حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"وَکَسْرُ الصَّلِیْبِ، وَھَدْمُ البِیَعِ، وَالْکَنَائِسِ: اِشَارَۃ الَی رَفْعِہٖ لِلْاَدْیَانِ الْمُخْتَلِفَۃِ"۔

(تفسیر القرآن الکریم از علامہ محی الدین ابن عربی(المتوفی ۶۳۸ھ) جلد ۲ صفحہ۴۵۰ زیر آیت انہ لعلم للساعۃ۔الزخرف:۶۲)

یعنی کسر صلیب، گرجوں اور یہودیوں کے معابد کو گرانے کا مطلب مختلف ادیان کا خاتمہ ہے۔(یعنی دوسرے ادیان کو مغلوب کرنا مراد ہے۔)

13۔علامہ طاہر گجراتی اپنی کتاب "مجمع بحار الانوار" میں لکھتے ہیں:۔

"یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ...... یُرِیْدُ اِبْطَالًا لِشَرِیْعَۃِ النَّصَارَی"۔ (مجمع بحار الانوار جلد ۲صفحہ۲۵۷ زیر لفظ صلب مطبع المنشی نول کشور)

یعنی کسر صلیب سے مراد عیسائی شریعت کو باطل ثابت کرنا ہے۔

14۔جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب کسر صلیب اور قتل خنزیر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو صلیب پر "لعنت" کی موت دی۔ جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی۔ حتی کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود آ کر اعلان کر دینگے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیرؤوں کے لئے سؤر حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا، تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔"

(تفہیم الاحادیث جلد دوم صفحہ۲۵۶ از مولانا سید ابو الاعلی مودودیؒ جمع و ترتیب و تخریج:عبد الوکیل علوی۔شائع کردہ۔ ادارہ معارف اسلامی منصورہ۔ لاہور)

15۔دیوبندیوں کے مشہور عالم دین مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی کسر صلیب سے مراد ظاہری صلیب کو توڑنا نہیں لیا بلکہ کسر صلیب کی تاویل کی ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب اپنی کتاب "علامات قیامت اور نزول مسیح" کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں۔

"صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو اٹھا دیں گے"۔

کسر صلیب کی حقیقت

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسیح دوراں، مہدیٔ زماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کی جو پرمغز تشریح بیان فرمائی ہے وہ آپ کی تحریرات و ملفوظات میں موتیوں کی مانند بکھری پڑی ہیں۔ ذیل میں ان ارشادات میں سے صرف چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں:۔

❁......1۔ "اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں ٹوٹتی رہی ہیں۔ بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشو ونما نہیں ہوگا۔ ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۵،۳۲۴)

❁......2۔ "اور یہ جو فرمایا یکسر الصلیب تو اس کے یہ معنے نہیں کہ مسیح جب آوے گا تو پتھر، تانبے اور لکڑی وغیرہ کی صلیبوں کو جو پیسے پیسے پر فروخت ہوتی ہیں توڑتا پھرے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صلیبی مذہب کی بنیاد کو توڑے گا اب دیکھ لو کہ ان کے مذہب کا تمام دار و مدار تو عیسیٰ کی زندگی پر ہے اور یہ نہیں کہ دوسرے انبیاء کی طرح وہ زندہ ہے بلکہ وہ ایسا زندہ ہے کہ پھر دوبارہ دنیا میں آئے گا اور خلقت کا فیصلہ کرے گا اور پھر معلوم نہیں کہ مسلمانوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا مسئلہ کہاں سے آ گیا۔ بدقسمتی سے انہوں نے بھی عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملانی شروع کر دی۔ غرض سمجھنا چاہئے کہ عیسائیوں کے مذہب کی بنیاد تو صرف عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر ہے جب وہ مر گیا تو پھر ان کا مذہب بھی ان کے ساتھ ہی مر گیا۔"

(ملفوظات جلد پنجم۔صفحہ۳۹۵)

❁......3۔ "غور طلب امر یہ ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہوگا اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ لکڑی کی صلیب کو توڑے گا؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ لکڑی کی صلیب کو اگر توڑتا پھرے گا تو یہ کوئی عظیم الشان کام نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی معتد بہ فائدہ ہوسکتا ہے کہ اگر وہ لکڑی کی صلیب توڑے گا تو اس کی بجائے سونے چاندی اور دھاتوں کی صلیبیں عیسائی بنالیں گے اور اس سے کیا نقصان ہوا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور یزید اور صلاح الدین نے بہت سی صلیبیں توڑیں تو کیا وہ اس ایک امر سے مسیح موعود بن گئے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔" (ملفوظات جلد دوم۔صفحہ۳۶۷)

❁......4۔ "یکسر الصلیب کے یہ معنے نہیں ہیں کہ مسیح آ کر اپنے ہاتھ سے صلیبوں کو توڑتا پھرے گا بلکہ کسرِ صلیب کے سامان خود مہیا ہو جاویں گے۔ اس کام کو ایک انسان (مسیح) کی طرف منسوب کرنا میرے نزدیک شرک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود ایسے زمانے کا آدمی ہوگا جس میں یہ سامان موجود ہوں گے اور وہ اس وقت موجود ہیں۔ درحقیقت صلیب کا کاسر، مسیح موعود نہ ہوگا بلکہ خود خدا ہوگا۔ اور یہ خیال بھی غلط ہے کہ کوئی عیسائی دنیا میں نہ رہے گا اسلام ہی اسلام ہوگا جبکہ خدا تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان کا وجود قیامت تک رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ نصاریٰ کا مذہب ہلاک ہوگا اور عیسائیت نے جو عظمت دلوں پر حاصل کی ہے وہ نہ رہے گی۔" (ملفوظات جلد سوم۔صفحہ۴۸۱)

❁......5۔ "چند روز سے میرے دل میں خیال تھا کہ کسرِ صلیب سے کیا مراد ہے؟ یہ بات تو صحیح نہیں ہوسکتی کہ مسیح لکڑی یا پتھر کی صلیبیں توڑتا پھرے۔ اس سے کچھ حاصل نہیں۔ بعد سوچنے کے یہی بات دل میں آئی کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ ایک زمانہ ہی ایسا لائے گا کہ اس میں خود بخود آسمان سے ایک ہوا ہی ایسی چلے گی کہ خواہ مخواہ عیسائیت کے بے ہودہ مذہب سے لوگوں کے دل ٹھنڈے پڑنے لگ جائیں گے۔ عیسائیت جیسے مذہب کو دنیا سے مٹانا اور چالیس کروڑ آدمی کی اصلاح کرنا یہ واحد جان کا کام نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ایسی تحریک نہ ہو جس سے وہ خود بخود اس مذہب سے بیزار ہوتے چلے جائیں۔ اور اگر غور سے دیکھو تو یہ کارروائی شروع ہوگئی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم۔صفحہ۲۷۰)

❁......6۔ "بخاری کے لفظ یکسر الصلیب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی مذہب کی ترقی کم نہ ہوگی اور نہ اس کا قدم آگے بڑھنے سے ضعیف ہوگا اور نہ وہ گھٹے گا جب تک خلافتِ محمدیہ کا مسیح موعود نہ آوے۔ اور وہی ہے جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو ہلاک کرے گا۔ جب وہ آئے گا تو وہی زمانہ صلیبی مذہب کے تنزل کا ہوگا اور وہ اگرچہ اس دجال کو یعنی دجالی خیالات کو اپنے حربہ بُراہین سے معدوم نہ بھی کرے۔ تب بھی وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ خود بخود وہ خیالات دور ہوتے چلے جائیں گے۔ اور اس کے ظہور کے وقت تثلیثی مذہب کے زوال کا وقت پہنچ جائیگا اور اس کا آنا اس مذہب کے گم ہونے کا نشان ہوگا۔ یعنی اس کے ظہور کے ساتھ وہ ہوا چلے گی جو دلوں اور دماغوں کو تثلیثی مذہب کے مخالف کھینچے گی اور ہزاروں دلائل اس مذہب کے بطلان کے لئے پیدا ہو جائیں گے۔" (ایام الصلح صفحہ ۵۹ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ۲۸۵)

❁......7۔ "کسر صلیب کا جو لفظ حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔"

(نجم الہدی۔صفحہ۷۸ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ۷۸)

❁......8۔ "ہماری ساری توجہ اس صلیب کی طرف لگی ہوئی ہے۔ صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آ کر مرا۔ تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے۔ اگر تعصب نے اور ضد نے بالکل ہی انسان کے دل کو تاریک اور اس کی عقل کو ناقابل فیصلہ نہ بنا دیا ہو تو ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تارو پود ادھڑ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ۳۶۸)

❁......9۔ "ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کرے گا اس حدیث کے اب یہ معنے کھلے ہیں کہ اس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کر دیگا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے۔ مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسرِ صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا؟ س بات کی کس کو خبر تھی کہ بدھ مذہب کی پرانی کتابوں سے یہ ثبوت مل جائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلادِ شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے؟ کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا؟ اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا۔ شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔" (راز حقیقت صفحہ ۱۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ۱۶۴)

❁......10۔ "لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہئے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا ان کے حال پر رحم کرے) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اس کا منصب یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیاتِ سماویہ اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئیگا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ۲۸۷، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۵ حاشیہ)

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کی؟

سطور مذکورہ بالا میں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ کسر صلیب سے مراد عیسائی مذہب کا بطلان ثابت کرنا تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کون سی کسر صلیب کی ہے؟ کن عیسائی عقائد کا بطلان ثابت کیا ہے؟ اور اس نتیجے میں اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو خلافت سے وابستگی اور اخلاص ہے لیکن تبلیغ کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جا رہی جس طرح ہونی چاہئے۔ اس لئے جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔

اپنی چھوٹی چھوٹی رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے سے پیار اور محبت کا تعلق پیدا کریں تا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے والے بن سکیں۔

ماریشس کے ابتدائی مخلص وباوفا احمدیوں اور ابتدائی مبلغین کی قربانیوں کا تذکرہ اور احباب جماعت کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اوراپنے اخلاص ووفا کو بڑھانے اور اسے آئندہ نسلوں میں قائم کرتے چلے جانے کی پُراثر نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 09/دسمبر 2005ء(09/فتح 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد دارالسلام۔روزہل (جزائر ماریشس)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ کہ ماریشس کا یہ میرا پہلا دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کل یہاں سے روانگی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اس چھوٹے سے جزیرے کی مخلص اور باوفا جماعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے اخلاص و وفا میں اضافہ فرماتا رہے۔ اور آپ ہمیشہ ان خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں جو یہاں کے ابتدائی احمدیوں اور آپ کے بزرگوں نے آپ کے بارے میں رکھیں اور آپ ہمیشہ ان دعاؤں کے وارث بننے والے ہوں جو آپ کے بزرگوں نے اپنی نسلوں کے بارے میں کیں۔ ان لوگوں نے انتہائی مشکل حالات میں یہاں احمدیت کے پودے کو لگایا اور اسے پروان چڑھایا۔ مخالفتوں کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ وہ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہے اور اس سے مدد اور طاقت مانگتے رہے۔ باوجود اس کے کہ وہ لوگ یہاں دنیا کمانے آئے تھے لیکن انہوں نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ اور یہ وہ سبق ہے اور یہ وہ اعلیٰ نمونہ ہے جو آپ کے بزرگوں اور ابتدائی احمدیوں نے آپ کو دیا ہے۔ اور ان کی یہ وہ مثالیں ہیں جو وہ آپ کے سامنے رکھ گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جزیرے میں احمدیت 1912ء میں خلافت اولیٰ کے زمانے میں آئی۔ یہاں کے ابتدائی احمدیوں میں سے نوردیا صاحب، ماسٹر محمد عظیم سلطان غوث صاحب، میاں جی رحیم بخش صاحب، میاں جی سبحان محمد رجب علی صاحب وغیرہ ہیں۔ بہرحال یہ ایک لمبی فہرست ہے جو 1912ء سے لے کر 1920ء تک کے عرصے میں احمدی ہوئے۔ انہیں مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے بعض کے خلاف قتل کے مقدمے بھی بنائے گئے۔ لیکن جس سچائی کو وہ پہچان چکے تھے اس سے وہ ذرا بھر بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ بلکہ پہلے مبلغ آنے تک انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا خلیفہ وقت سے براہ راست تربیت پانے والے کسی شخص کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اخلاص ووفا میں بڑھتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر جن کا اس وقت تک ان کو علم تھا یا نہیں تھا وہ ایمان لانے والے تھے اور اس فکر میں رہتے تھے کہ ان کو مانیں۔ اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ہم سے یا ہماری نسلوں سے ایمان ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ مکرم ایم اے سلطان غوث صاحب نے حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی خدمت میں جماعت کے حالات کے بارے میں لکھا اور مبلغ بھجوانے کے بارے میں درخواست کی، اپنی وفا اور تعلق کا اظہار کیا۔ آخر میں لکھا پیارے آقا آپ ہمیں راستہ دکھایئے اور ہمیں اپنے مذہب کی تعلیم سے مزید آشنا کیجئے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں اس طرح کھوئے ہوئے تھے، آپ کی سیرت کو اس طرح وہ جاننا چاہتے تھے کہ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح کی کوئی جلد بھیجی جائے تو مجھ پر بڑا احسان ہو گا۔ تو ان لوگوں کو مزید سیکھنے کا بہت شوق تھا اور بار بار مبلغ بھجوانے کا مطالبہ کرتے تھے۔ آخر ان کی خواہش کے مطابق 1915ء میں حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ ماریشس پہنچے۔ لیکن پورٹ پر ہی ان کو روک لیا گیا۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرف سے اس وقت بھی بڑی کوشش ہوئی کہ انہیں واپس بھجوا دیا جائے۔ آخر روشن علی بھنو صاحب کی 30 ہزار روپے کی ضمانت پر انہیں ماریشس کی سرزمین پر اترنے کی اجازت ملی۔ مکرم صوفی غلام محمد صاحب کی کوششوں سے ماشاء اللہ جماعت آہستہ آہستہ بڑھنی شروع ہوئی۔ دوسرے مبلغ یہاں حضرت حافظ عبیداللہ صاحبؓ آئے۔ اور آپ نے بھی انتھک محنت اور کوشش سے جماعت کو آگے بڑھایا۔ اور آخر یہیں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات پر حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ان کے بارے میں فرمایا کہ مولوی عبیداللہ ہمارے ملک میں سے تھا جس نے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ دین کے لئے زندگی وقف کرنا اور پھر اس عہد کو نبھانا دونوں باتوں کو جانتا تھا۔ شہادت کا پہلا موقع عبیداللہ کو ملا یعنی ہندوستان کے کسی شخص کی شہادت کا۔ فرمایا ہمیں اس کی موت پر فخر ہے تو اس کے ساتھ صدمہ بھی ہے کہ ہم میں سے ایک نیک اور پاک روح جو خدا کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف تھی جدا ہو گئی۔

پھر حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ کی واپسی پر حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کو یہاں بھجوایا۔ آپ یہاں 29 جولائی 1928ء کو پہنچے۔ حضرت حافظ جمال احمد صاحب نے روانگی کے وقت حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ سے درخواست کی کہ ان کے بچوں کو بھی ساتھ جانے کی حضور اجازت فرمائیں۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے اس شرط پر ان کو اجازت دی کہ پھر ساری زندگی وہیں گزارنی ہو گی۔ واپس آنے کی کبھی بھی اجازت نہیں ہو گی۔ جب ان کے بچے جوان ہوئے تو رشتوں کے لئے انہوں نے آنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا نہیں، اپنے وعدے کے مطابق وہیں رہیں۔ اس وقت جماعت کے مالی وسائل اس قابل نہ تھے کہ ان کو واپس بلایا جا سکتا۔ حضرت حافظ جمال احمد صاحب نے بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کا خوب حق ادا کیا۔ مسلموں اور غیر مسلموں دونوں میں آپ نے خوب احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ حضرت حافظ جمال احمد صاحب جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہیں دفن ہیں۔ آپ کے بچے بھی یہیں ہیں۔

حضرت حافظ جمال احمد صاحب کی وفات پر خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کام اور خدمات اور قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ نیز فرمایا ''وہ زمین مبارک ہے جس میں ایسا اولوالعزم اور پارسا انسان مدفون ہوا''۔ تو ان سب پرانے احمدیوں کا جن میں سے چند ایک کا مَیں نے ذکر کیا ہے اور ان ابتدائی مبلغوں کا میں نے ذکر اس لئے کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو احساس رہے کہ جماعت کے ابتدائی بزرگوں نے اور ان مبلغین نے اس ملک میں احمدیت کو پھیلانے اور اپنے اندر احمدیت کو قائم رکھنے کے لئے کیا کیا کام کئے ہیں۔ اس سے پوری تصویر تو سامنے نہیں آتی لیکن کچھ نہ کچھ پتہ لگ جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ جب تک ان پرانے بزرگوں کی تاریخ نہ پڑھیں آپ کو پتہ نہیں لگے گا کہ وہ لوگ کس طرح قربانیاں دیتے رہے۔ تو بہرحال ان لوگوں نے قربانیوں کی بڑی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپ کو میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ ان کی قربانیوں کو بھلا نہ دیں۔ ہمارے مبلغین کے لئے بھی ان مبلغین کی قربانیاں قابل تقلید ہیں۔ اپنے بزرگوں کے اس عمل اور احمدیت کے لئے اس درد کو بھلا نہ دیں۔ جس طرح ان بزرگوں نے کوشش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سیکھیں اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور پھر اسے آگے پھیلائیں، آپ بھی اس پر عمل کریں۔ آپ کے بزرگوں نے احمدیت کو اس لئے قبول کیا کہ انہوں نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سن کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے احمدیت کی تبلیغ کو آگے اس لئے پھیلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ جو تم اپنے لئے پسند کرو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو اس لئے انہوں نے اس فرض کو ادا کیا۔ اب آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس نکتہ کو سمجھیں اور جہاں احمدیت کے انعام کے وارث ہونے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتے رہیں، اپنی نسلوں میں بھی احمدیت کی حقیقی تعلیم کو دلوں میں راسخ کئے جانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ وہاں اس خوبصورت پیغام کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ اور یہ کام آپ اس وقت احسن رنگ میں کرسکیں گے جب اپنے ہر عمل کو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور 1907ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی یہ پیغام اس جزیرے میں پہنچ گیا جس کو زمین کا کنارہ بھی کہا جاتا ہے اور بغیر کسی مبلغ کے یہاں اللہ تعالیٰ نے دلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیرنا شروع کر دیا۔ اور اب تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسائل بھی عطا فرما دیئے ہیں جن سے چوبیس گھنٹے آپ کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی اٹل تقدیر ہے۔ اس نے تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو کر رہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہے اور دل پھیرنے ہیں۔ جس طرح آج مخالفین آپ کے خلاف نعرے لگاتے ہیں اس ابتدائی زمانے میں بھی یہ نعرے لگاتے تھے جب احمدیوں کی تعداد چند ایک تھی اور جیسا کہ میں نے کہا ان کے خلاف بڑے سخت منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مخلصین کی تضرعات اور دعاؤں کو سنا اور ہر شر سے احمدیت کو محفوظ رکھا۔

ان ابتدائی مخلصین اور فدائین میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے کچھ اور بھی ہیں، ذکر کر دیتا ہوں۔ یعنی عباس کاہلوں صاحب، حاجی سلمان اچھا صاحب، لطیف بخت صاحب، مولا بخش بھنو صاحب وغیرہ۔ مناف سوکیہ صاحب اسی طرح سدھن فیملی کے بزرگ تھے، جو اہر فیملی کے بزرگ تھے، محراب فیملی کے بزرگ تھے، نوبھے فیملی کے بزرگ تھے، درگاہی فیملی کے بزرگ تھے، عبدالرحمٰن صاحب تھے، بدھن خاندان کے بزرگ تھے، سلیمان تیجو صاحب تھے، یہ سب لوگ ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ ان کا نام میں نے اس لئے لیا ہے کہ ان خاندانوں کے افراد کو ذاتی تعلق کی وجہ سے احساس ہو کہ ہمارے بزرگوں نے احمدیت کی تعلیم کو اپنایا اور اس پر قائم رہے۔ یہ لوگ وہ تھے جو ہمیشہ اللہ کے آگے جھکے رہے۔ اپنے اخلاص و وفا کو بڑھاتے رہے اور اس بات کو اپنی نسلوں میں بھی قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ پس ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ بھی یہ اعمال بجا لائیں۔ اس اہم کام کو دنیا کی چکا چوند اور دنیا کے پیچھے دوڑنے کی وجہ سے بھول نہ جائیں۔ آپ کا جوش اور وفا کا تعلق عارضی نہ ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اگر آپ نے اپنے دلوں میں اور اپنی اولادوں کے دلوں میں یہ اخلاص و وفا کا تعلق قائم رکھا تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اپنے ترقی کے قدم دیکھتے رہیں گے۔ پس ہر وقت اس کوشش میں رہیں کہ ہم قرآن کریم کے حکموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو مکمل طور پر اپنانے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ کیسی تبدیلی ہے جو آپؑ ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں؟۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بے زار ہو کر ترک کرو“۔

(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم کے مطابق ہر احمدی کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے۔ نمازوں کی طرف توجہ کرے، عبادات کی طرف توجہ صرف رسماً نہ ہو بلکہ حقیقت میں یہ نیکیاں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں قائم رکھتے ہوئے پیدا ہو رہی ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ وہ بدیاں کیا ہیں؟۔ بظاہر عبادتیں کرنے والے ہوتے ہیں لیکن بعض برائیوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ان کی عبادتیں ان کو کچھ فائدہ نہیں دے رہی ہوتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے تو ایسے لوگوں کی عبادتیں دوسروں پر نیک اثر ڈالنے کی بجائے بداثر ڈال رہی ہوتی ہیں اور ان کو خود بھی کوئی فائدہ نہیں دے رہی ہوتیں۔ کمزور ایمان والوں کو اور کچے ذہنوں کو مذہب سے دور لے جا رہی ہوتی ہیں۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکثر فرمایا ہے کہ حقوق دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ پس جہاں آپ حقوق اللہ ادا کر رہے ہوں وہاں حقوق العباد بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ حقوق العباد میں آپس میں محبت اور بھائی چارے کا تعلق پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اور یہی بنیادی چیز ہے جس سے کہ انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرتا ہے پس اس بنیادی چیز کو پکڑ لیں۔ جماعت میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی ناراضگیوں کو دور کر کے محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کریں۔ ایک دوسرے کو معاف کرنا سیکھیں۔ اس سے خدا سے تعلق مزید مضبوط ہوگا اور مزید نیکیاں اختیار کرنے اور برائیاں چھوڑنے کی توفیق ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنی جماعت کے تقویٰ کے معیار کو بہت اونچا دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس جہاں ان معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے آپ عبادات کی طرف توجہ کریں۔ وہاں آپس کی محبت اور پیار اور ایک جان ہونے کی طرف بھی توجہ کریں۔ یہاں مخالفت بھی کافی ہے اور مخالفین بھی یقیناً اس کوشش میں ہیں کہ یا تو ڈرا کر یا آپ میں بداعتمادی پیدا کر کے آپ کو کمزور کیا جائے۔ پس اپنی چھوٹی چھوٹی رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے سے پیار اور محبت کا تعلق پیدا کریں۔ تا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے والے بن سکیں۔ ہمیشہ قرآن کریم کے اس حکم کو اپنے سامنے رکھیں کہ ﴿ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ﴾(الانفال:47)۔ اور آپس میں جھگڑے نہ کیا کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ آپس کے لڑائی جھگڑے اور آپس کے اختلافات ختم کر دے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صبر سے کام لے۔ غیروں کے مقابلے میں تو ہم صبر سے کام لیتے ہیں۔ گالیاں سن کر اکثر اوقات چپ رہتے ہیں۔ لیکن آپس میں بعض اوقات چھوٹی چھوٹی باتوں پر مہینوں، سالوں ناراضگیاں چلتی رہتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپس میں زیادہ محبت کا سلوک کرو۔ دیکھیں جو وقار آپ کے بڑوں نے بنایا، جماعت کو مخالفت کے باوجود ایک مقام دلانے کی کوشش کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیک نیتی اور جماعت کی خاطر قربانی کو قبول فرمایا۔ آج ان کا نام جماعت کی تاریخ کا حصہ ہے۔ آپ لوگ بھی یاد رکھیں کہ جماعت کی خاطر، اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر آپ آپس میں ایک دوسرے کے قصوروں کو معاف کرنے کی کوشش کریں گے تو جہاں آپ جماعت کا وقار قائم کر رہے ہوں گے وہاں آپ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا پیار بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا یقیناً اس کے فضلوں کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس کی نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہوتی ہیں۔ اور ان کا مخالفین پر بھی رعب قائم رہتا ہے۔ ان کے اعلیٰ نمونے دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوتے ہیں۔ پس دعوت الی اللہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپس کے اختلافات دور ہوں۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی فکر ہو۔ یہی چیز آپ میں مضبوطی پیدا کرے گی۔ اور آپ کو تبلیغ کے میدان میں بھی آگے لے جانے والی ہوگی۔ دیکھیں آپ کے بڑوں نے کس فکر کے ساتھ اس چیز کو اپنایا تھا۔

یہاں کی تاریخ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ گویا وہ ایک جان تھے اور اس کا اثر تھا کہ ان چند لوگوں نے آج سے 70 سال بلکہ اس سے بھی پہلے 6-7 سو افراد کی جماعت بنالی۔ اب ان میں سے ایک ایک کے آگے کئی کئی بچے ہیں۔ ان میں تو نسل بڑھ رہی ہے لیکن تبلیغ کے میدان میں پیچھے ہیں۔ اس کی ایک وجہ دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ بھی ہوسکتی ہے۔ آپس کی ان لوگوں کی طرح پیار و محبت میں کمی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے پس اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ ی خاطر اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے جہاں اپنی کمزوریوں کو دور کریں وہاں جیسا کہ میں نے کہا تبلیغ میں بھی آگے بڑھیں، لوگوں کی رہنمائی کریں لیکن اس کے لئے اپنے بھی اعلیٰ عمل اور عملی نمونے دکھانے ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو خلافت سے وابستگی اور اخلاص ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کمزوری یہاں کافی ہے کہ تبلیغ کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جا رہی جس طرح ہونی چاہئے۔ اس لئے جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔ اردگرد کے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جہاں بھی آبادی ہے وہاں وفد بھیجیں اور ان جزیروں کو احمدیت کی آغوش میں لائیں۔ یہاں اس جزیرے میں بھی تبلیغ کریں۔ مسلمان یہاں اگر خلاف ہیں تو اپنے مولویوں کے احمدیت کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے خلاف ہیں۔ ان کے علم میں ہی نہیں ہے کہ احمدیت کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور ہمارا کیا ایمان ہے اور کیا مانتے ہیں۔ کئی مسلمان شرفاء باوجود ان فسادیوں کے جلوس نکالنے اور تقریریں کرنے کے، جو کہ ہمارے جلسے کے دوران آخری دن انہوں نے کیں، یہ شرفاء ہمارے جلسے میں شامل ہوئے اور مجھے ملے اور اسلام کی صحیح تصویر دکھانے اور احمدیت کے حقیقی پیغام کے پہنچانے کا شکریہ ادا کر کے گئے۔ تو یہ مستقل تبلیغی رابطے اگر ہوں گے تو انہیں احمدیت کی حقیقی تعلیم سے آگاہی ہوگی۔ پس آپ لوگ ایک ہو کر اس تبلیغی مہم میں جُت جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

یاد رکھیں یہی ایک ذریعہ ہے جس سے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے اور اپنی اولادوں کو بھی محفوظ رکھیں گے۔ اپنے نوجوان بچوں اور بچیوں کو دنیا کے گند سے بچا کر رکھ سکیں گے۔ اپنے

بچوں میں بھی اس بات کو راسخ کریں کہ تمہارے باپ دادا نے، تمہارے بزرگوں نے احمدیت کو صحیح سمجھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بے انتہا فضلوں سے نوازا۔ تم لوگ بھی بجائے یہ دیکھنے کے کہ دنیا آجکل کس طرف جارہی ہے یہ دیکھو کہ خدا تعالیٰ تمہیں کس طرف بلا رہا ہے۔ پس اس طرف آؤ اور اس کے حکموں پر عمل کرو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بدی کو بے زار ہو کر ترک کرو۔ پس اس کے لئے آپ کو اپنے بچوں کے لئے اپنے عملی نمونے بھی پیش کرنے ہوں گے، اپنے اندر سے بھی چھوٹی چھوٹی برائیوں کو ختم کرنا ہوگا۔ آپ لوگوں کو خود بھی نیکیوں کو اپنانا ہوگا۔ آجکل معاشرے میں بہت سی ایسی برائیاں ہیں جن کا اثر ہمارے معاشرے میں پڑ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے خود بھی ان سے بچیں اور اپنی اولادوں کو بھی ان سے بچائیں۔ کیونکہ اسی میں اب آپ کی بہتری ہے۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور نوجوان بھی اور بوڑھے بھی اور مرد بھی اور عورتیں بھی نیکیوں کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھنے والے ہوں تا کہ اپنی نسلوں اور نئے آنے والوں کی تربیت بھی کر سکیں اور احمدیت کے پیغام کو اپنے عمل سے بھی اپنے ہم قوموں کو پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت الی اللہ کے میدان میں اب تک جو سستی ہوئی ہے اس کی کمی کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آپ کو ہر لحاظ سے اپنی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کا جماعت اور خلافت سے جذبۂ اخلاص و وفا ہمیشہ قائم رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرماتا رہے۔ آمین

(نوٹ: اس خطبہ کا مکرم امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے کریول زبان میں رواں ترجمہ بھی پیش کیا۔)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

زندہ خدا اور اس کے آفاقی نظام خلافت کا

تازہ نشان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اسلام آباد کے قریب نئے مرکز توحید کی خوشخبری سے گلستان احمدیت میں بہار اندر بہار آگئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ جاوید کلام سے خوشی کے اس عالمی منظر کی کیا خوب عکاسی ہوتی ہے۔

مَیں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام
کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام
ہر اک نعمت سے تو نے بھر دیا جام
ہر اک دشمن کیا مردُود و ناکام
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یہ نیا مرکز کئی اعتبار سے خدا تعالیٰ کی وراء الوریٰ ہستی اور خلافت احمدیہ کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ مثلاً

اوّل:۔ اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہجرت پاکستان (29 اپریل 1984) کے چار پانچ ماہ کی شب و روز جدوجہد کے بعد سرے (surrey) میں اسلام آباد کا موزوں قطعہ زمین حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اگرچہ یہ جگہ اس زمانے کی ضروریات کے مقابل پر بہت زیادہ وسیع دکھائی دیتی تھی۔ مگر حضور نے اولین مرحلہ پر 12 ستمبر 1984ء کو جو خطبہ ثانیہ ارشاد فرمایا اس میں مخلصین احمدیت کو تحریک فرمائی کہ یہ جگہ چھوٹی ہو جائے اور خدا تعالیٰ اس سے بھی وسیع جگہ حاصل کرنے کی ہمیں توفیق بخشے چنانچہ فرمایا:۔

''ایک خوشخبری جو میں نے پہلے دی تھی پھر آپ کو دیتا ہوں اور باقی جماعت کو بھی کہ جو یوروپین مشن بنانے کی تجویز تھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں ایک بہت ہی موزوں جگہ میسر آگئی ہے۔ پچیس ایکڑ کا رقبہ ہے Surrey میں اور مسجد لندن سے تقریباً ۴۰ منٹ یا ۳۵ منٹ کا فاصلہ ہے۔ بہت اچھی اور کشادہ جگہ ہے۔ آپ کی ساری ضروریات انشاءاللہ تعالیٰ وہاں پوری ہو جایا کریں گی۔ بلکہ یوروپین جلسے بھی جب آپ کریں گے تو انشاءاللہ وہ بھی خدا کے فضل سے وہاں بآسانی سما سکیں گے۔ لیکن سردست وہ جگہ آپ کی ضرورت سے زائد معلوم ہوتی ہے کیونکہ کھلی ہے۔ اور کھلی جگہ لی اس نیت سے ہے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ہمیشہ جب ہم مسجدیں بڑھاتے ہیں یا دفاتر بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اس لئے اس نیت اور دعا کے ساتھ جگہ لی ہے تا کہ آپ تبلیغ کریں اور بکثرت پھیلیں اور دیکھتے دیکھتے یہ جگہ چھوٹی ہو جائے۔ تو یہ دعائیں کریں، خاص طور پر خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ اس وقت جو جگہ وسیع نظر آرہی ہے وہ بہت جلد ہمیں چھوٹی دکھائی دینے لگے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور بھی زیادہ وسیع جگہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''۔

(خطبات طاہر جلد ۳ صفحہ ۵۳۲-۵۳۳ ناشر طاہر فاؤنڈیشن ربوہ اشاعت ۲۴ جولائی ۲۰۰۵ء)

سچے وعدوں والے خدا نے چودہ سو سال قبل اپنے حبیبؐ کو خبر دے دی تھی کہ ﴿وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً﴾ (النساء :101) یعنی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن) کو نامراد کرنے کے بہت مواقع اور فراخی پائے گا۔

اوائل ۱۸۸۷ء میں حضرت مسیحِ موعودؑ نے بعض دشمنان دین اسلام کی شرارتوں کے نتیجہ میں قادیان سے ہجرت کرنے کا قصد فرمایا تو اپنی کتاب ''شحنۂ حق'' کے دیباچہ میں اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یقین بھرے الفاظ میں تحریر فرمایا:۔

''لہذا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کرنا چاہتے اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا، مگر اپنے وطن میں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ نہ صرف نبی بلکہ بجز اپنے وطن کے کوئی راستباز بھی دوسری جگہ ذلت نہیں اٹھاتا اور اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ ﴿وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً﴾ (النساء :101)۔ یعنی جو شخص اطاعتِ الٰہی میں اپنے وطن کو چھوڑے تو خدائے تعالیٰ کی زمین میں ایسے آرام پائے گا جن میں بلاحرج دینی خدمات بجالا سکے۔ سو اَے ہموطنو! ہم تمہیں عنقریب الوداع کہنے والے ہیں۔''

دوم۔ فریق لاہور کے ایک لیڈر جناب بشارت احمد صاحب مرحوم نے ستر سال قبل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی برتری اور فتح کا واضح اعتراف کرتے ہوئے چیلنج کیا تھا کہ یہ کامیابی قادیان کے بنے بنائے مرکز کی مرہون منّت ہے۔ میاں صاحب اگر قادیان سے باہر کوئی مرکز بنا کر اپنے عقائد کی اشاعت کر دکھائیں تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ واقعی یہ قدرت ثانیہ کی نصرت کا نشان ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے اصل الفاظ یہ تھے:۔

''حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا اور ترقی کرتا رہا۔ اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام، بنی بنائی جماعت، بنی بنائی قومی جائیدادیں، سکول، بورڈنگ، خزانہ سبھی کچھ بنا بنایا مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیحِ موعودؑ کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔ قادیان کی گدی نہ ہوتی، مسیحِ موعودؑ کا بیٹا نہ ہوتے اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی تو کچھ بات تھی۔''

(پیغامِ صلح ۱۵ دسمبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۹)

ربّ ذوالجلال کی قدرت نمائی دیکھئے کہ اس نے حق کے طالبوں پر اتمامِ حجت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ پہلے ربوہ جیسے شہرہ آفاق مرکز احمدیت کی تعمیر کا نشان دکھلایا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہاتھوں ''اسلام آباد'' (سرے) کے قیام کے خارق عادت سامان پیدا کئے اور اب اس نے انگلستان کے جدید مرکز کی شکل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی آسمانی خلافت پر تصدیقی مہر ثبت کر دی ہے۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
مَیں بھی ہوں تیرے نشانوں کے جہاں میں اک نشاں
جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

یہاں میں یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے بیان میں بنے بنائے ''خزانہ'' کا بھی ذکر فرمایا ہے جو واقعات کے سراسر منافی اور افسوسناک تاریخی غلطی ہے جس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ انجمن لاہور کے آرگن ''پیغام صلح'' ۱۶ جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۳ کالم ۳ پر جناب سید محمد حسین شاہ صاحب کا یہ اقرار شائع شدہ ہے کہ ''میاں صاحب نے چندوں کی تحریک'' کی ہے کیونکہ خزانہ خالی ہے۔''

یہی نہیں بلکہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور میں آنے والے حضرات نے اعلان کیا کہ ''انجمن برائے نام ایک چیز رہ گئی ہے...... تھوڑے دنوں میں یہ مردہ انجمن جواب پیر کے ہاتھ کام کرانے کا ایک آلہ ہوگا خود بخود مر جائے گی۔ لہذا ہم اپنے احباب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ کسی قسم کا روپیہ قادیان کو نہ بھیجیں''۔

(پیغامِ صلح لاہور ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۱ کالم ۳)

یہ تھا وہ زہرہ گداز ماحول جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی باطل شکن تالیف ''آئینہ صداقت'' کے آخر میں پورے جلال و تمکنت کے ساتھ تحریر فرمایا:۔

''مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے جلال کا ایک زبردست ثبوت دیا۔ اور اس نے اپنی ذات کو تازہ نشانوں سے پھر ظاہر کیا۔ اور وہ اپنی تمام شوکت سے پھر جلوہ گر ہوا۔ اور اس نے علی رءوس الأشہاد پکار دیا کہ احمدیت اس کا قائم کیا ہوا پودا ہے اور اس کو کوئی نہیں اکھاڑ سکتا۔ خلافت اس کا لگایا ہوا درخت ہے اس کو کوئی نہیں کاٹ سکتا۔ اس عاجز اور ناتوان وجود کو اسی نے اپنے فضل اور احسان سے اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اس کے کام میں کوئی نہیں روک ہو سکتا۔ قادیان اس کی پیاری بستی ہے اسے کوئی نہیں اجاڑ سکتا۔''

سوم۔ سیدنا حضرت مسیحِ موعودؑ و مہدی موعود علیہ السلام کا یہ عارفانہ شعر حق و باطل کے پرکھنے کا مُسلّم اور دائمی معیار ہے۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
محبت صادق زنقص و قدح روشن تر شود
عذر نامعقول ثابت می کند الزام را

یعنی اگر مقابلہ میں بدشکل اور سیاہ رو نہ ہوتا تو کیونکر کوئی گل اندام معشوق کا حسن پہچان سکتا۔ سچی دلیل عیب گیری اور بحث و تمحیص کے ذریعہ زیادہ روشن ہو جاتی ہے اور عذر نامعقول محض الزام ہی ثابت کرتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ امام الزمان کے بیان فرمودہ اس عظیم الشان معیار کی روشنی میں نظامِ خلافت کی حیرت انگیز عالمی برکات پر اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر کریں اور ساتھ ہی ۱۹۱۴ء کی تحریک انکار خلافت کے عبرتناک انجام کا بھی مطالعہ کریں۔

لاہور کی جمہوریت نواز انجمن کے سابق معروف صدر جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے ۱۹۵۲ء میں نہایت حسرت بھرے اور دردناک الفاظ میں فرمایا تھا۔

''یہاں لاہور کام شروع کئے ہوئے ہمیں ۳۷ سال گزر چکے ہیں اور ہم اس چار دیواری سے باہر نہیں نکلے۔ بحثیں ہوتی ہیں کہ ہماری ترقی میں کیا روک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جماعت قادیان نے ایک بہت بڑی روک پیدا کر دی ہے۔ لیکن ان اعتقادات کے باوجود ان کی اپنی ترقی بدستور ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں ہماری ترقی رکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں۔ بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے لیکن ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے۔''

(پیغامِ صلح ۶ فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۷ کالم ۱)

اس بیان کے پانچ سال بعد فریق لاہور کے ترجمان ''پیغامِ صلح'' نے ۱۵ جنوری ۱۹۵۸ء کو اپنے ادارتی نوٹ میں یہ لرزہ خیز انکشاف کیا کہ:

''بعض کوتاہ فہم یہ خیال بھی دل میں لئے ہوئے ہیں جس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہے ہیں کہ چونکہ یہ صدی اب ختم ہونے کو آئی ہے اس لئے اس صدی کے مجدد کی تحریک بھی اب زندگی کے آخری مرحلوں میں ہے اور اب نیا مجدد ہی آکر اس کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس میں زندگی کی روح پیدا کرنا ہمارا کام نہیں۔''

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

تجھ کو اگر خبر نہیں اس کے سبب کی مجھ سے سن
تجھ کو بتاؤں میں کہ برگشتہ ہوا جہان کیوں
منبع امن کو جو تو چھوڑ کے دُور چل دیا
تیرے لئے جہان میں امن ہو کیوں، امان کیوں
ہو کے غلام تو نے جب رسم وداد قطع کی
اس کے غلام در جو ہیں تجھ پہ ہوں مہربان کیوں

بقیہ: کسر صلیب از صفحہ نمبر 4

جہاں تک ان سوالات کے جوابات کا تعلق ہے تو اس ضمن میں یاد رہے کہ عیسائی مذہب کے بنیادی عقائد میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرنا اور پھر دوبارہ جی اٹھنا ہے اور آسمان پر دو ہزار سال گذرنے کے باوجود اب تک اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ بیٹھنا ہے۔ اسی نظریے سے کفارہ اور الوہیت مسیح کے عقائد نکلتے ہیں۔ کیونکہ کفارے کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام عیسائیوں کے گناہوں کو بخشوانے کی خاطر اپنے آپ کو مصلوب کرلیا۔ اور آپؑ نے صلیب پر جان دے کر تمام عیسائیوں کو گناہوں سے نجات دلا دی۔ پھر آپؑ دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر اٹھائے گئے اور دو ہزار سال گذرنے کے باوجود ابھی تک، آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا ہیں۔ کیونکہ خدا کے علاوہ اتنی لمبی عمر اور کوئی نہیں پا سکتا۔

چنانچہ پولوس نے نصاریٰ کو یہی تعلیم دی تھی کہ شریعت تو لعنت ہے۔ اس پر عمل کرنے سے نجات نہیں ہو سکتی۔ کفارہ پر ایمان لے آؤ۔ کفارہ پر ایمان لانا تمہاری نجات کا موجب ہوگا۔ چنانچہ پولوس لکھتا ہے:۔

۱۔ ’’انسان شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ مسیح یسوع پر ایمان لانے سے صادق ٹھہرتا ہے...... شریعت کے اعمال سے کوئی بشر صادق نہیں ٹھہرے گا۔‘‘

(غلاطیوں باب ۲ آیت ۱۶)

۲۔ ’’مسیح نے ہمارے بدلے میں ملعون ہوکر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔‘‘ (غلاطیوں باب ۳ آیت ۱۳)

قرنتیوں کے نام خط میں لکھتا ہے:۔

’’اگر مسیح جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ ہے‘‘۔ ’’اور مسیح نہیں جی اٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے اور تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو‘‘ (قرنتیوں ۱۔ باب ۱۵ آیت ۱۴ اور ۱۷)

Ludovic Kennedy لکھتے ہیں کہ:۔

’’۱۹۵۶ء میں جب مائیکل رمزے (Michael Ramsay) یارک (York) میں آرچ بشپ کے عہدے پر فائز تھا اس نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ زندہ ہو جانا (Resurruction) ایک تاریخی حقیقت ہے اور یہ عیسائیت کی بنیاد ہے یہی عقیدہ آرچ بشپ رنسی (Runsie) اور کیری (Cary) کا تھا۔‘‘

(انگریزی روزنامچہ اخبار The Times ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء مضمون نگار Ludovic Kennedy بحوالہ الفضل انٹر نیشنل ۲۴ مارچ تا ۳۰ مارچ ۲۰۰۰ء)

قارئین کرام! حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے عیسائیت کے انہی عقائد پر کاری ضرب لگائی اور عقلی دلائل اور نقلی براہین یعنی عہد نامہ جدید اور کتب تاریخ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت کردی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتارا گیا تھا تو آپ اس وقت زندہ تھے۔ اور زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ آپؑ کا مرہم عیسیٰ علیہ السلام سے علاج کیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفایاب ہوکر اس علاقے سے ہجرت کر کے کشمیر آگئے اور یہیں پر فوت ہوئے۔ آپؑ نے اس نظریے کو عیسائیوں کی مقدس کتاب بائیبل ہی سے دلائل و براہین سے ثابت کر دکھایا۔ علاوہ ازیں آپؑ نے بڑے قوی دلائل اور واضح براہین سے یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود نہیں ہیں بلکہ وہ عام انسانوں کی طرح وفات پا کر کشمیر کے شہر سری نگر میں مدفون ہیں۔

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ ایسا محیر العقول اور عظیم الشان کارنامہ تھا جس نے عیسائی مذہب کو اعتقادی لحاظ سے جڑوں سے اکھیڑ ڈالا اور اسی وفات مسیح کے نظریے سے آپؑ نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو عبرتناک شکست دی۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کے زمانے میں عیسائی مذہب اپنے پورے عروج پر تھا۔ پوری دنیا میں عیسائیت برق رفتاری سے ترقی کر رہی تھی۔ سارے ہندوستان میں مضبوط تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے۔ جگہ جگہ سکول اور کالجز کھولے گئے تا کہ تعلیم کے سنہری جال کے ذریعے عیسائیت کی تبلیغ کی جائے۔ ہسپتال تعمیر کئے گئے اور کروڑوں کی تعداد میں کتب، پمفلٹ اور اشتہارات مفت تقسیم کئے جا رہے تھے۔ حکومت وقت خود عیسائی مذہب رکھتی تھی اس لئے چرچ کی حکومت کی طرف سے بھی خوب مدد اور پذیرائی ہو رہی تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں کا حیات مسیح کا عقیدہ جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں رواج پا چکا تھا اور اس جیسے دوسرے عقائد مثلاً مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ عیسائیت کے پھیلاؤ میں مضبوط کارگر ہتھیار کا کام کر رہے تھے جس کے نتیجے میں ۱۸۸۸ء تک ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد ۱۰ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔

(دی مشنز صفحہ ۲۴۵ از رابرٹ کلارک بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ تعارف کتب صفحہ ۱)

انگریزی حکومت اس لئے عیسائیت کی تبلیغ اور پھیلاؤ میں دلچسپی لے رہی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ اگر ہندوستان کے باشندوں کا مذہب عیسائیت ہو جائے تو ان کی سلطنت مکمل طور پر مستحکم ہو جائے گی۔ چنانچہ لارڈ لارنس نے ایک موقعہ پر کہا:۔

’’کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہوسکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں۔‘‘

(لارڈ لارنس لائف جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ تعارف کتب صفحہ ۲)

یہ تمام چیزیں عیسائیت کے عالمگیر غلبے کے امکان کو اس قدر استحکام بخش رہی تھیں کہ مشہور عیسائی مناد ڈاکٹر بیروز نے بڑے فاتحانہ انداز میں اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

(ترجمہ) ’’یہ صورت حال اس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ، دمشق اور تہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعے مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ حقیقی اور واحد خدا کو اور یسوع مسیح کو جانیں جس کو تو نے بھیجا۔‘‘

(بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲ از ڈاکٹر جان ہری بیروز ایڈیشن اول ۱۸۹۷ء مدراس۔ زیر اہتمام The Christian Literature Society For India.)

ان حالات میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اٹھے ہیں اور وفات مسیح کا نظریہ پیش کر کے عیسائیت کے پر خچے اڑا دیے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو کسر صلیب میں اس قدر کامیابی نصیب ہوئی کہ بیگانے بھی کہہ اٹھے کہ

’’وہ (حضرت مرزا صاحب علیہ السلام۔ ناقل) اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے...... مسلمانوں کی طرف سے (عیسائیت کے خلاف۔ ناقل) وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا۔‘‘

(تحریر مولانا ابوالکلام آزاد (اخبار وکیل۔ بحوالہ بدر قادیان ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے لکھا ہے:۔

’’بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔‘‘ (کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۱۸۹۔ بار اول دسمبر ۱۹۳۹ء)

مولوی نور محمد صاحب نقشبندی نے شاہ رفیع الدین اور علامہ اشرف علی تھانوی قادری کے ترجمۂ قرآن ’’معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم‘‘ میں لکھا:۔

’’اس زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بناؤں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہوکر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام و سیرتِ رسول ﷺ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے۔ پس الزامی و نقلی و عقلی جوابوں سے ہار گیا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر مجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کھڑے ہوئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہوکر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کرلو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔‘‘

(معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم از شاہ رفیع الدین و اشرف علی تھانوی مقدمہ نور محمد قادری نقشبندی چشتی صفحہ ۳۰)

حضرت اقدس بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کاسر صلیب فرماتے ہیں:۔

’’اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ در حقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کرو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کرو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے۔ تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

انیسویں اور بیسویں صدی کے سنگم پر کاسر صلیب نے کسرِ صلیب کی جو بنیاد جماعت احمدیہ کو فراہم کی تھی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بڑی تیزی کے ساتھ پوری دنیا سے بالخصوص مغربی ممالک جو ایک زمانے میں عیسائیت کا مرکز تھے۔ عیسائیت کے عقائد سے اپنی بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں اور عیسائیت کے عجیب و غریب عقائد کی وجہ سے ہی مذہب کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ کاسر صلیب کی ضرب کاری کا ہی یہ پھل ہے کہ شہرۂ آفاق انگریزی روزنامہ The Time نے اپنی ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں لکھا:۔

’’انگلستان کے چرچ اپنی موت مر رہے ہیں۔‘‘

(اخبار The Time مضمون نگار ۱۳ Ludovic Kennedy جنوری ۲۰۰۰ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل ۲۴ تا ۳۰ مارچ ۲۰۰۰ء صفحہ ۱۱)

۱۹۹۶ء میں آسٹریلیا میں جو مردم شماری ہوئی اس کے مطابق آسٹریلیا کے عیسائیوں کی تعداد نسبتاً گھٹ رہی ہے۔ پچاس سال قبل کی مردم شماری جو ۱۹۴۷ء میں ہوئی تھی۔ اس میں اٹھاسی (۸۸) فیصد لوگوں نے اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا تھا۔ یہ تعداد گر کر ۱۹۹۱ء میں چوہتر (۷۴) فیصد اور ۱۹۹۶ء میں اکہتر (۷۱) فیصد ہوگئی۔ اس مردم شماری کے مطابق مذہب سے باغی ہونے والے طبقہ میں اکثریت نوجوان نسل کی ہے۔ ہر نسل اپنے سے پہلی نسل کے مقابلے میں زیادہ مذہب کو چھوڑتی جا رہی ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۲ تا ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء)

عیسائیوں کا اپنے مزعومہ عقائد سے بڑھتا ہوا انحراف دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل پیشگوئی کے پورا ہونے کی نوید سنا رہا ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام اپنی کتاب ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ میں فرماتے ہیں:۔

’’یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷)

یکے از 313 اصحاب مسیح موعود علیہ السلام

حضرت سیّد تفضّل حسین صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی انقلاب آفریں کتاب براہین احمدیہ جب منظر عام پر آئی تو اہلِ اسلام کو آپ کی ذات میں اسلام کی اک تازہ نئی صبح کی تنویر نظر آئی، طالبان حق کی ایک کثیر تعداد آپ کی اس شہرہ آفاق تصنیف کی وجہ سے آپ کی معتقد ہو چکی تھی انھیں معتقدین میں ایک حضرت سید تفضّل حسین صاحب رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اصل میں خاص اٹاوہ شہر کے باشندے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں علی گڑھ میں مقیم تھے۔

بیعت

چونکہ براہین احمدیہ کے وقت سے آپ حضور کے معتقد ہو چکے تھے اس لیے حضرت اقدس کے دعویٰ ماموریت پر فوراً ایمان لے آئے اور کسی قسم کے تردّد میں مبتلا نہ ہوئے، چنانچہ آپ نے 7 اپریل 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی توفیق پائی حضور ان دنوں خود علی گڑھ کے سفر پر تھے۔ آپ کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت اولیٰ میں محفوظ ہے:

”۷۸۔ یکشنبہ ۷ اپریل ۱۸۸۹ء مولوی محمد تفضّل حسین صاحب علی گڑھ ولد الطاف حسین صاحب مرحوم رئیس اوٹاوہ سرشتہ دار کلکٹر

بیعت کے وقت آپ علی گڑھ میں دفتر ضلع میں بطور سپرنٹنڈنٹ ملازمت کر رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا سفر علی گڑھ

حضرت سید تفضّل حسین صاحبؓ نے کئی مرتبہ حضرت اقدس کی خدمت میں علی گڑھ تشریف لانے کے لیے گذارش کی تھی آخر حضور کے مجسم کریم وشفیق وجود نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا اور اپریل 1889ء میں آپ علی گڑھ تشریف لے گئے اور حضرت سید صاحب کے ہاں ہی ٹھہرے، علی گڑھ میں ایک تحصیلدار نے جو آپ کے واقف تھے ان حضرت اقدس کی دعوت کی اور شہر کے دوسرے معززین کو بھی مدعو کیا۔ حضرت اقدس علی گڑھ میں قریباً ایک ہفتہ قیام فرما رہے اور پھر واپس تشریف لے آئے۔

(حیات احمد جلد سوم حصہ اول ۱۸۸۹ تا ۱۸۹۲ء، صفحہ 36-29 از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

حضرت سید صاحب نے حضور کے اسی سفر کے دوران ہی بیعت کی توفیق پائی، حضور کا یہ سفر علی گڑھ کا واحد سفر تھا حضور اپنے اس سفر میں حضرت سید صاحب کی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حبّی فی اللہ مولوی محمد تفضّل حسین صاحب.... یہ عاجز جب علیگڑھ میں گیا تھا تو درحقیقت مولوی صاحب ہی میرے جانے کے باعث ہوئے تھے اور اس قدر انھوں نے خدمت کی کہ مَیں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا...“۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 543)

حضورؑ کے قلم سے آپ کے اخلاص کا ذکر

آپ نے حضرت اقدس کے ساتھ تعلق وفا اور اخلاص میں بہت ترقی کی اور حضور کی تحریکات پر فوراً لبیک کہا، چنانچہ ابتدائے احمدیت میں لکھی جانے والی کتاب ازالہ اوہام میں حضور نے اپنے بعض مبایعین اور اس اس سلسلہ کے معاونین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”....اب میں اُن مخلصوں کا نام لکھتا ہوں جنہوں نے حتی الوسع میرے دینی کاموں میں مدد دی یا جن پر مدد کی امید ہے یا جن کو اسباب میسر آنے پر طیار دیکھتا ہوں“۔

آپ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

”(۳۹) حبّی فی اللہ مولوی محمد تفضّل حسین صاحب۔ مولوی صاحب ممدوح میرے ساتھ سچے دل سے اخلاص و محبت رکھتے ہیں میں نے اُن کے دل کی طرف توجہ کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ درحقیقت نیک فطرت آدمی اور سعیدوں میں سے ہیں اور قابل ترقی مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اگر وہ بشریت کی کمزوری کی وجہ سے کسی خلجان میں پڑیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ اسی میں وہ بندرہ جائیں کیونکہ ان کی طینت صاف اور فراست ایمانی اور اسلامی نور کا ان کو حصہ ہے اور کسی امر کے مشتبہ ہونے کے وقت قوت فیصلہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس لائق ہیں کہ اگر وہ کچھ عرصہ صحبت میں رہیں تو علمی اور عملی طریقوں میں بہت ترقی کر جائیں۔ مولوی صاحب موصوف ایک بزرگ عارف باللہ کے خلف رشید ہیں اور پدری نور اپنے اندر مخفی رکھتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ کسی وقت وہ روحانیت اُن پر غالب ہو جائے۔ یہ عاجز جب علیگڑھ میں گیا تھا تو درحقیقت مولوی صاحب ہی میرے جانے کے باعث ہوئے تھے اور اس قدر انھوں نے خدمت کی کہ مَیں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ کے چندہ میں بھی انھوں نے دو روپیہ ماہواری مقرر کر رکھے ہیں۔ مولوی صاحب مولوی موصوف اگرچہ تحصیلداری کے عہدے پر ہیں مگر ایک بھاری بوجھ عیال کا ان کے سر پر ہے اور وہ دور ونزدیک کے خویشوں اور اقارب بلکہ دوستوں کی بھی اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور بڑے مہمان نواز ہیں اور درویشوں اور فقیروں اور غریبوں سے بالطبع اُنس رکھتے ہیں اور سادہ طبع اور صاف باطن اور خیر اندیش آدمی ہیں بایں ہمہ ہمدردی اسلام کا جوش پورے طور پر اُن میں پایا جاتا ہے۔ جزاہم اللہ خیراً

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 543,544)

مالی قربانیاں

سلسلہ احمدیہ کے قائم ہونے سے جو مالی قربانیوں کے تقاضے سامنے آئے تو آپ نے بھی مسابقت کا جذبہ دکھایا اور سلسلہ کی ضروریات کے لیے چندہ دینے کا باقاعدہ اہتمام کیا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں ”اور چندہ دہندوں کے نام معہ تفصیل چندہ یہ ہیں“ کے تحت دیے گئے اسماء میں آپ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

۱۷۔ مولوی سید تفضّل حسین صاحب تحصیلدار علی گڑھ (دو روپے۔ ناقل)

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 546)

یہ آپ کا ماہوار چندہ تھا۔ اسی طرح حضور اپنی تالیفات کی اشاعت کے سلسلے میں بھی احباب جماعت کو تحریک فرماتے رہتے چنانچہ اپنی کتاب ”نشان آسمانی“ کے لیے بھی حضور نے بذریعہ خط بعض دوستوں کو توجہ دلائی اس سلسلے میں حضور نے آپ کے نام بھی دو خط روانہ فرمائے جس پر آپ نے فوراً لبیک کہا۔ حضور نے کتاب نشان آسمانی کے آخر میں ”رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کے لئے چو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے ان کا خلاصہ جواب“ کے تحت سب سے پہلا خط آپ ہی کا درج فرمایا ہے:

خلاصہ خط اخویم مولوی تفضّل حسین صاحب تحصیلدار علیگڑھ ضلع فرخ آباد سلمہٗ اللہ تعالیٰ

دو والا نامے بندگان عالی شرف ورود لائے باعثِ عزّت ہوئے۔ مجھ کو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے مَیں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا مگر ہر وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں۔ حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور ان کو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جس قدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوا دیں میں ان کو خرید لوں گا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دوں گا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہنچتی ہے اور میرے سب اہل عیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کرتے ہیں۔

عریضہ نیاز کمترین تفضّل حسین از علیگڑھ ضلع فرخ آباد ۳ مئی ۱۸۹۲ء

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کے طور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دے چکے ہیں“۔

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 406)

الحکم 24 جولائی 1901ء صفحہ 16 میں آپ کے مساکین فنڈ میں پانچ روپے چندہ کا اندراج موجود ہے۔

313 صحابہ میں شمولیت کا شرف

حضورؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے 313 صحابہ کی ایک فہرست درج کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرتی ہے کہ امام مہدی کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں اس کے 313 صحابہ کے نام درج ہوں گے۔ آپ کا نام 137 نمبر پر موجود ہے

”۱۳۷۔ مولوی سید تفضّل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ۔ علیگڑھ ضلع فرخ آباد“۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر 11 صفحہ 327)

اس کے علاوہ حضور کی دیگر کتب میں بھی آپ کا ذکر محفوظ ہے، ازالہ اوہام اور نشان آسمانی کا ذکر آ چکا ہے۔ کتاب آریہ دھرم کے آخر میں حضور نے تقریباً 700 افراد کے نام درج فرمائے ہیں جس میں بلاد متفرقات کے تحت آپ کا نام بھی ”سید تفضّل حسین صاحب تحصیلدار شکوہ آباد ضلع مین پوری“ مذکور ہے۔

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 94 کالم 1)

پھر حضور نے اپنے ایک اشتہار (24 فروری 1898ء) میں اپنی جماعت کے 316 احباب کے نام گورنمنٹ کو پیش کئے ہیں جس میں آپ کا نام چھٹے نمبر پر موجود ہے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 350)

اسی طرح حضور نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام حصہ عربی میں ”ذکر بعض الانصار۔ شکراً لنعمۃ اللہ الغفار“ کے تحت اپنے چند صحابہ کا ذکر کیا ہے جس میں آپ کو ”حبی فی اللہ السید محمد تفضّل حسین اتاوی“ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 582 حاشیہ)

حضرت ذوالفقار علی خان گوہر صاحبؓ کی بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور و جلیل القدر صحابی حضرت خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ عنہ آپ ہی کے ذریعہ داخل احمدیت ہوئے۔

حضرت گوہر صاحب نے سب سے پہلے حضور کا ذکر اخبار ریاض الاخبار گورکھپور میں پڑھا جس میں الیگزینڈر رسل ویب کے نام حضور کے ایک خط کا ذکر تھا اس کے بعد 1889ء میں آپ علی گڑھ چلے گئے جہاں آپ کی ملاقات حضرت سید تفضّل حسین صاحبؓ سے ہوئی جن کی صحبت میں رہ کر آپ کو سلسلہ احمدیہ کی طرف صحیح رہنمائی ملی۔

حضرت گوہر صاحب فرماتے ہیں:

.... کالج سے نکل کر ملازمت کی فکر دامن گیر ہوئی، اٹاوہ گیا اور کالج کا رنگ لے کر گیا۔ لیکچروں، نظموں اور کھیل و تفریح میں ایام گذاری کی۔ مولوی بشیر الدین صاحب مالک و ایڈیٹر ”البشیر“ اٹاوہ کے مکان میں ایک ضرورت خاص سے کچھ دن قیام پذیر رہا۔

حضرت تفضّل حسین صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات۔ ایک سادہ مزاج انسان، لباس صاف مگر سادہ، سانولا رنگ، چھریرہ جسم متین چہرہ تشریف لائے، ایڈیٹر صاحب ”البشیر“ نے مجھ سے ان کا تعارف مستہزیانہ لب و لہجہ میں کرایا ”آپ قادیانی ہیں تفضّل حسین صاحب، شکوہ آباد ضلع مین پوری میں تحصیلدار ہیں“۔ میں پہلے تو معمولی طریق سے کھڑے ہو کر مصافحہ کر کے خاموش بے تعلق سا بیٹھ گیا تھا مگر اس تعارف کے بعد میں کھڑا ہوا اور پھر نہایت ادب سے مصافحہ کیا اور عرض کیا ”حضرت مرزا صاحب کا احترام میرے دل میں کافی ہے، عین سعادت ہے کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایڈیٹر صاحب کا چہرہ حیرت کی تصویر تھا، منہ کھلا ہوا اور لب خشک، مجھے گھبرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے .... مولوی تفضّل حسین صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ عنہ حضرت کے بہت پرانے صحابی تھے اور ان کا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عشق سلسلہ کے ساتھ مجنونانہ رنگ رکھتا تھا، حضرت اقدس علی گڑھ ان کی وجہ سے تشریف فرما ہوئے تھے جو اس زمانہ میں کم نظر آتا تھا بہت ہی محبت سے مجھ سے ملے اور فرمایا میرا گھر اسی شہر میں ہے کوئی شے درکار ہو تو منگوا لیا کرنا، وہ وقت گذر گیا پھر ان سے ملاقات عرصہ تک نہ ہوسکی۔

دوبارہ ملاقات ۱۹۰۰ء میں اکتوبر میں تار پر حکم پہنچنے پر بھونگاؤں تحصیل میں نائب تحصیلدار ہوکر تین ماہ کے لیے گیا، تحصیلدار مولوی تفضّل حسین صاحب تھے ہم دونوں کو جو خوشی حاصل ہوئی وہ ہر احمدی اندازہ کرسکتا ہے۔ تحصیل بہت بڑی تھی بارہ تحصیلوں سے حدود ملتے۔ تین سال میں ۶ ماہ کے لیے دو تحصیلدار۔ دو نائب تحصیلدار رہتے تھے۔ اب صرف ہم دو تھے ان کے پاس مقدمات کی یہ کثرت تھی کہ ساٹھ ساٹھ فیصلے روزانہ لکھ کر سنا دیتے تھے تحصیل کا سارا کام مجھ پر چھوڑ دیا تھا میں نے خدا کے فضل سے تین ماہ میں مالگذاری سب بے باق کرادی اور تمام عملے کا معائنہ کر کے ان کو درست کر دیا رشوت کا بازار سرد پڑ گیا..... میری مدت نومبر کے آخیر میں ختم ہوتی تھی مگر تحصیل میں چارج لیتے ہی بعد وقت کچہری تحصیلدار صاحب مرحوم نے ازالہ اوہام مجھے دیا اور کہا کہ ہمیں پڑھ کر سناؤ میں ان کے مردانہ نشست میں رہتا تھا کیونکہ تنہا تھا میرے لیے جو مکان تھا اُسے میں نے استعمال نہیں کیا، ازالہ اوہام دو تین دن میں ختم کردی یہ پہلی تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی جو میری نظر سے گذری .... ازالہ اوہام کے مطالعہ نے تسکین کردی اور بیعت کا سوال دل میں فوراً پیدا ہوگیا میں نے استخارہ کیا...... اب میں نے قصبہ بھوگاؤں میں تبلیغ شروع کر دی شرفائے قصبہ کہنے لگے کہ تحصیلدار صاحب کے ماتحت لوگ محض ان کے خوش رکھنے کے لیے عقیدت بدل لیتے ہیں بعد میں پھر ویسے ہی ہوجاتے ہیں اور ایک حکیم صاحب کی نظیر بھی پیش کی جو اٹاوہ کے تھے اور بعد میں فرخ آباد جا کر سلسلہ کے مخالف ہوگئے میں نے اس کے جواب مناسب دیے لیکن میں نے ایسا محسوس کیا کہ یہ اثر ان پر غالب ہے، استدلال کا جواب وہ کبھی نہ دے سکے بعض لوگ متاثر تھے ..... ایک دن تحصیلدار صاحب (مراد حضرت تفضّل حسین صاحب۔ ناقل) مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ بیعت کا خط کیوں نہیں بھیج دیتے ہو۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو بیعت کر چکا ہوں، مبلغ بنا ہوا ہوں، رسمی خط ابھی نہیں بھیجا ہے۔ کسی مصلحت سے۔ فرمایا یہ تو نفاق ہے۔ مجھے اس لفظ سے بہت تکلیف ہوئی میں نے کہا کہ آپ اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں میری حالت کو نفاق سے اگر کوئی دوسرا تعبیر کرتا تو بہت سخت جواب پاتا۔ یہ کہہ کر مَیں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا اسباب ان کی مردانہ نشست سے اٹھا کر اپنے مکان میں رکھ لیا دوسرے دن صبح ہی کو انہوں نے معذرت کا پرچہ لکھا اور معافی کی خواہش کی۔ مَیں نے ان کے محسن ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے ادب و احترام سابق کو پیش کیا وہ میرے پاس فوراً آگئے اور زبانی عذر کرنے لگے میں نے وجہ عدم تحریر خط بیعت ہنوز ان سے مخفی رکھی۔ میں نے اسی شب میں کہ صبح اس تحصیل کو چھوڑ رہا تھا ایک چو ورقہ خط اپنے مفصل حال کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا اور عرض کیا کہ میرا ایمان ہے کہ حضور کا دعویٰ برحق اور صحیح ہے.... حضور اقدس علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام نے قبولیت بیعت کا اظہار فرمایا.... یہ خط لکھ کر مولوی صاحب مرحوم کو جو ے میل کے فاصلہ پر مصروف تحقیقات سرکاری تھے، دے دیا اور عرض کیا کہ اس نے بیعت کو بدنام ہونے سے بچانا تھا.... یہ بیعت کا پروانہ آغاز دسمبر ۱۹۰۰ء میں ملا تھا ۱۹۰۴ء میں گورداسپور دوران مقدمہ کرم دین میں حضور علیہ السلام کی دست بوسی اور زیارت نصیب ہوئی.... یہ ہے میری بیعت کی ابتدا۔ اللہ اللہ مڈل سکول چھوڑ کر روانگی کہ انگلستان جانا ہے، واپسی پر رام پور کی امید واری، پھر یہاں سے بیزاری، پھر تعلیم جاری رکھنے کے لیے بریلی جانا .... کس طرح پریس میں جانا اور اخبارات کا مطالعہ پر مجبور ہونا اور پہلے ہی اخبار کے پہلے ہی مضمون کا تیر دل پر پڑنا اور ارادہ الٰہی کے ماتحت شکار ہوجانا پھر کشاں کشاں بھونگاؤں پہنچنا اور ایک صحابی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے دعاوی کا صحیح علم واستدلال پاکر بیعت کا شرف حاصل کرنا یہ سب ایک عجیب ڈرامہ سا معلوم ہوتا ہے....

(الحکم 7 اکتوبر 1934ء صفحہ 11,12)

حضرت منشی صادق حسین صاحبؓ ولد حکیم وارث علی صاحب یکے از 313 (بیعت 7 اپریل 1889ء) بھی آپ کے ذریعہ داخل احمدیت ہوئے اور حضور کے سفر علی گڑھ کے موقع پر ہی بیعت کی۔

حضرت تفضّل حسین صاحبؓ غالباً 1896ء میں تحصیل بھوگام میں بطور تحصیل دار متعین ہوئے آپ کی تبلیغ سے (قاضی شاد بخت صاحب کے دادا) قاضی تونگر علی صاحب نے (جن کی وفات 1928ء کے قریب ہوئی) احمدیت قبول کی لیکن حضرت مسیح موعود کی زیارت کا موقعہ نہیں پایا......۔ (اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 195 از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

قادیان میں آمد

فروری 1904ء میں آپ ایک لمبے عرصے کے بعد قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری دی، ایڈیٹر صاحب اخبار البدر آپ کے ورود قادیان کے ذکر میں لکھتے ہیں:

سید تفضّل حسین صاحب تحصیلدار پنشنر و رئیس اٹاوہ ۲۲ تاریخ کو وارد قادیان ہوئے بعد نماز شام حضرت اقدس علیہ السلام سے آپ نے نیاز حاصل کیا، حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدسؑ سے عرض کی کہ میں نے سید صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ مقدمہ کے متعلق کچھ ذکر آپ کی زبان مبارک سے سنوایا جاوے اس پر حضور علیہ السلام نے ایک جامع تقریر کی...... سید صاحب نے مدرسہ اور دفتر البدر والحکم و میگزین کا معائنہ فرمایا اور خاکسار کو چند ہدایات البدر کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لیے کیں اور وعدہ فرمایا کہ میں اس کی اشاعت میں کوشش کروں گا۔

(البدر یکم مارچ 1904ء صفحہ 5 کالم 1)

پھر ایڈیٹر صاحب آپ کے مشورے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عالی جناب سید تفضّل حسین صاحب تحصیلدار پنشنر و رئیس اٹاوہ نے البدر کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لیے مشورہ دیا ہے کہ اس میں آج کل خصوصیت سے ایک حصہ خبروں کا رکھا جاوے اور جنگ روس و جاپان کے حالات حتی الوسع بسط سے درج ہوں۔ جہاں تک غور کی جاتی ہے آپ کا مشورہ بہت ہی بیش قیمت نظر آتا ہے کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں عام خبروں سے واقفیت حاصل کرنے کا بھی ایک مذاق پیدا ہوگیا ہے اور ہمارے احمدی احباب کو ..... ایسے اخبار خریدنے پڑتے ہیں جن میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکت پر سفاہت سے نکتہ چینی کی ہوئی ہوتی ہے اور اگر احمدی اخبار ہی اس ضرورۃ کو پورا کردیویں تو پھر ان کو اپنے پاکیزہ مالوں کا ایک حصہ ایسے لوگوں کو کیوں دینا پڑے وہی روپیہ قادیان میں دینی مواقع پر صرف کے واسطے ارسال کر کے ثواب حاصل کرسکتے ہیں اس نیت سے اور نیز البدر کو زیادہ دلچسپ بنانے کی غرض سے آئندہ اہتمام خبر رسانی کا ان شاء اللہ مسلسل طور پر رکھا جاوے گا۔

(البدر 16 مارچ 1904ء صفحہ 11 کالم 3)

قادیان کے اس سفر کے موقع پر آپ نے اٹاوہ اور اس کے نواح سے تعلق رکھنے والے آٹھ افراد کے اسماء حضور کے نومبائعین میں پیش فرمائے جن میں آپ کے بیٹے سید سراج الحسن صاحب کلرک پولیس سٹیشن گرور ضلع مین پوری اور ان کے اہل خانہ کے علاوہ آپ کے اہل خانہ بھی شامل تھے۔ (البدر 8 مارچ 1904ء صفحہ 9 کالم 1)

آمدن بارادت رفتن باجازت

27 فروری 1904ء کو عید الاضحیٰ تھی جو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں منائی اور اس شام حضرت صاحب سے واپسی کی اجازت چاہی چنانچہ 27 فروری 1904ء کی ڈائری میں لکھا ہے:

آج اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے، چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی بعض احباب خصوصًا سید تفضّل حسین صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

آمدن بارادت رفتن باجازت۔ آپ تو سمجھتے ہی ہیں کہ کب تک آپ کو ٹھہرنا چاہئے۔

(الحکم 10 مارچ 1904ء صفحہ 5)

اخبار البدر میں ہے کہ حضور نے آپ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

اب تو ان کو بھی فراغت ہے اور ایک عرصہ کے بعد آئے ہیں یہ بھی چند دن رہیں۔

(البدر 16 مارچ 1904 صفحہ 3)

وفات

آپ نے 3 نومبر 1904ء کو اٹاوہ میں وفات پائی۔ خبر وفات دیتے ہوئے ایڈیٹر اخبار البدر نے لکھا:

وفات۔ ۳ نومبر ۱۹۰۴ء کو جناب مولوی سید تفضّل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار اٹاوہ کے اس جہان فانی سے انتقال کر جانے کی خبر مولوی عبد المجید صاحب احمدی نے اٹاوہ سے ارسال کی ہے اور درخواست کی ہے کہ ناظرین البدر تحصیلدار صاحب موصوف کی نماز جنازہ ادا اور دعائے مغفرت فرما کر حقوق اِخوت ادا کریں۔

تحصیلدار صاحب موصوف کی وفات ناظرین البدر کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نشان شمولہ براخبار غیب ہے۔ ماہ فروری ۱۹۰۴ء میں تحصیلدار صاحب قادیان تشریف لائے آپ کا ارادہ صرف چند دن قیام کا تھا لیکن حضرت اقدس نے اصرار فرما کر کچھ دن رہنے کی تاکید کی تھی اور اسی اصرار میں آپ نے اُن کو فرمایا کہ ضروری نصیحت یہ ہے کہ ملاقات کا زمانہ بہت تھوڑا ہے خدا معلوم بعد جدائی کے دوبارہ ملنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو یہ دنیا ایسی جگہ ہے کہ دم بھر کا بھروسہ نہیں۔ ان الفاظ کو اُسی وقت سن کر میرے دل میں یہ بات گذری کہ سید صاحب ..... دوبارہ قادیان آنے سے پیشتر واصل الی اللہ ہو جاویں گے اور ذہن کے اس طرف انتقال کی وجہ یہ تھی کہ میں نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب ایسے الفاظ میں کسی کو کچھ فرماتے ہیں تو وہ اس کا آخری وقت ہی ہوتا ہے۔ مبارک وہ لوگ جو زندگی کے ایام کو اپنے آقا اور امام کی اطاعت یعنی خدمت دین میں گذار کر اپنے رب کو راضی کرتے ہیں.....''۔

(البدر 8\1 نومبر 1904ء صفحہ 13 کالم 1)

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سوسال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی''۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ:دورہ ماریشس از صفحہ نمبر 16

احکامات کے تابع زندگی بسر کرنی چاہئے۔تبھی آپ سچے احمدی مسلمان سمجھے جائیں گے اور آپ کے کام اور عمل اچھے ہوں گے اور خداتعالیٰ کی برکتوں کے ہم حقدار ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے بڑی ایک برائی جس کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔اور جھوٹی افواہیں پھیلانا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔یہ ایسی چیزیں ہیں جو معاشرہ کا امن تباہ کردیتی ہیں اور خداتعالیٰ سے دور کردیتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر انسان یہ عہد کرلے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا تو وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔حضور انور نے فرمایا: ایک دفتری آدمی اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے کام نہیں کرتا لیکن اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بہانہ بناتا ہے کہ فلاں فلاں وجہ سے کام نہیں کرسکا تو یہ بھی جھوٹ ہے۔بعض دفعہ لوگ عدالت میں اپنا مقدمہ جیتنے کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بول کر وہ دوسروں کے حق مار رہے ہوتے ہیں۔

بعض دفعہ وکیل اپنے Client کو کہتا ہے کہ تم صرف جھوٹ بول کر ہی اس مقدمہ کو جیت سکتے ہو۔پھر اپیل در اپیل ہوتی ہے اور مسلسل جھوٹ پر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو چاہئے کہ جھوٹ سے بچے۔کسی کو گالی نہ دے، بُری زبان استعمال نہ کرے۔خداتعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ کسی کو بھی ایسی بات نہ کہیں جس سے اس کی دلآزاری ہو۔بلکہ ہمیشہ بھلائی اور خیر خواہی کی بات کہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں اور قدر کریں۔اس سے معاشرہ میں اچھا ماحول بنتا ہے۔

حضور نے فرمایا: جب ہر ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھے گا تو اس سے ایک پُر امن معاشرہ وجود میں آئے گا۔یہاں تک کہ میاں بیوی اپنے گھروں میں خوش ہوں گے اور ہمسائے آپس میں خوش ہوں گے کیونکہ کوئی بھی دوسرے کے خلاف بُرا نہیں سوچ رہا ہوگا۔افسر اور ماتحت ایک دوسرے سے راضی اور خوش ہوں گے۔آقا اور غلام آپس میں مطمئن اور خوش ہوں گے اور خصوصًا جماعت میں آپ ایک دوسرے کا بڑھ چڑھ کر خیال رکھیں گے۔اگر کسی میں کوئی غلطی اور برائی دیکھیں تو اُسے محبت و پیار سے سمجھائیں اور علیحدگی میں اُسے اس کی غلطی کی طرف توجہ دلائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ بُرائیوں کے خلاف جہاد کرے۔حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہر مذہب دوسرے مذہب کا احترام کرے اور کسی دوسرے مذہب کو ماننے والے کسی شخص کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچائے تو دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی کہ چاہئے کہ وہ اُسی روح کے ساتھ ملک کی ترقی میں حصّہ لے جس روح کے ساتھ وہ اپنے وطن سے محبت رکھتا ہے۔ایک سچے مسلمان کے لئے وطن سے محبت اس کے ایمان کا حصّہ ہے۔ہر ایک احمدی مسلمان کو دوسروں سے بڑھ کر اپنے ملک کا خیرخواہ اور وفادار ہونا چاہئے۔وطن سے محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر ایک کو بتایا جائے کہ اپنے باہمی اختلافات مٹا کر متحد ہو کر وطن کی خدمت کریں اور مُلکی ترقی میں حصّہ لیں۔

آخر پر حضور انور نے احباب جماعت کو نصائح پر مشتمل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اللہ کا سچا بندہ بن جائیں۔ اور اس جلسہ کو چھوڑنے سے پہلے ہر مرد و عورت بوڑھے بچے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔اللہ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔اللہ آپ کو خیریت سے واپس لے جائے۔اور اس جلسہ کی برکات ہمیشہ آپ کی زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔

آخر پر حضور انور نے جلسہ کے اس آخری سیشن میں آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جو اپنا قیمتی وقت نکال کر اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔حضور انور نے فرمایا ان کا یہاں آنا جماعت احمدیہ سے ان کی محبت اور برادرانہ تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب شام چھ بجے تک جاری رہا۔خطاب کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں نے باری باری حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔مکرم امیر صاحب ماریشس نے ساتھ ساتھ مہمانوں کا تعارف کروایا اور حضور انور نے ان کو شرف مصافحہ بخشا۔

جلسہ سالانہ ماریشس کے اس اختتامی پروگرام میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 36 مہمان شامل ہوئے جن میں وزیر مملکت برائے یوتھ (Youth) وسپورٹس، دو ممبران اسمبلی، میئر آف Quatre Bornes، میئر آف Beau Bassun روزہل، پریذیڈنٹ آریہ سماج سناتن دھرم فیڈریشن، پریذیڈنٹ Befriendship ایسوسی ایشن اور بعض دیگر سرکردہ اور ڈاکٹرز احباب شامل تھے۔

مہمانوں سے ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں لجنہ اور بچیوں نے مل کر کورس کی شکل میں اُردو، کریول، فرنچ، بنگلہ، بوزنین اور ٹرکش زبان میں دعائیہ نظمیں پڑھیں اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

فیملی ملاقاتیں

یہاں کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج ماریشس کی درج ذیل چھ جماعتوں Flacq، St.Pierre، Rose Hill، Curepipe، Gentilly، Milltaire، Quarperb کی 14 فیملیز اور گروپس کے 134 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات ومیڈیا میں کوریج

ملکی اخبارات میں حضور انور کی آمد اور مصروفیات اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کے حوالہ سے خبروں اور آرٹیکل کی اشاعت کا سلسلہ آج بھی جاری رہا۔

❋......**ملک کے ہفتہ وار نیشنل اخبار "News on Snday"** نے اپنی اشاعت ''2 تا 8 دسمبر 2005ء'' میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صدر مملکت ماریشس کی ملاقات کی تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا کہ: ''حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دو ہفتہ کے وزٹ پر سوموار کو یہاں پہنچے ہیں۔منگل 29 نومبر کو آپ نے صدر مملکت Sir.Anerood Jugnaut اور بعد میں نائب صدر مملکت رؤف بندھن صاحب سے دوستانہ ملاقات کی اور آخر پر تحائف کا تبادلہ ہوا۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جماعت کے سالانہ جلسہ میں جو Quatraborne کے علاقہ Trianon میں منعقد ہو رہا ہے میں بھی شرکت فرمائیں گے۔اس کانفرنس میں ایک بڑی تعداد ہمسایہ ممالک مڈغاسکر، قموروز آئی لینڈ وغیرہ سے بھی شرکت کررہی ہے۔اسی طرح آئیوری کوسٹ، بینن، امریکہ، کینیڈا، فرانس اور یوکے سے بھی شرکاء آرہے ہیں۔یہ کانفرنس اپنے ایمانوں کی تازگی کا موجب بنتی ہے جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔احمدیت کی سو سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ جماعت امن اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرتی ہے۔ایک طرف بندہ اور بندہ کے درمیان اور دوسری طرف بندے اور اس کے خدا کے درمیان تعلق کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اپریل 2003ء میں خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔آپ نے ایگریکلچر اکنامکس میں ماسٹر کیا ہوا ہے اور آپ کئی سال تک مغربی افریقہ میں کام کرتے رہے ہیں۔آپ کے خطبات جمعہ MTA پر Live نشر ہوتے ہیں۔یہ چوبیس گھنٹے چلنے والا کمیونٹی کا سیٹلائٹ چینل ہے جو ساری دنیا میں فری (Free) دیکھا جاتا ہے۔

❋ **آج ماریشس کے نیشنل ٹی وی MBC** نے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کو کوریج دی۔شام ساڑھے سات بجے کی خبروں میں MBC ٹیلی ویژن نے جلسہ کے اختتامی پروگرام کی جھلکیاں دکھائیں۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے علاوہ وزیر موصوف Hon. Silvio Tang کی تقریر کی جھلکیاں دکھائی گئیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعض حصّے بھی دکھائے گئے۔

ماریشس کا یہ نیشنل ٹیلیویژن اس سے قبل بھی حضور انور کی ماریشس میں آمد اور صدر مملکت ماریشس سے ملاقات کی رپورٹ نشر کرچکا ہے۔جس پر بعض مخالف مولویوں کی طرف سے اس ٹیلی ویژن کے خلاف آواز بھی اٹھی۔لیکن اس کے باوجود نیشنل ٹی وی کی ایک ٹیم جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کوریج کے لئے جلسہ گاہ میں آئی اور اپنی شام کی خبروں میں اس اجلاس کی رپورٹ نشر کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے حق میں تائید ونصرت کی ہوائیں چل رہی ہیں اور ہر آنے والا دن نئی کامیابیوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذلک۔

05 دسمبر 2005ء بروز سوموار:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روزہل میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

Botanic Garden کا وزٹ

صبح حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

آج جماعت ماریشس نے یہاں کے ایک مشہور باغ (Botanic Garden) کی سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔اس پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے روانہ ہوئے اور 35 منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بج کر 35 منٹ پر اس باغ میں پہنچے۔

یہ باغ دارالحکومت Port Louis کی بندرگاہ سے سات میل شمال مشرق کی طرف Pamp Lemousses کے علاقہ میں واقع ہے۔اس باغ کا نام "Sir Seewoosagur Ramgoolam Botanic Garden" ہے۔اس باغ کو دنیا کے تمام باغات میں سے تیسرے نمبر پر شمار کیا جاتا رہا ہے۔اور اس کو "One of the Marvels of the World" کہا جاتا رہا ہے۔

اس باغ کا صدر دروازہ نہایت شاندار اور خوبصورت ہے اور لوہے کا بنا ہوا ہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ اسے 1862ء میں انگلستان کے Crystal Palace میں منعقدہ بین الاقوامی نمائش میں پہلا انعام ملا تھا۔باغ کے ایک گائیڈ نے حضور انور کو اس باغ کے مختلف حصّوں کا وزٹ کروایا اور ساتھ ساتھ معلومات بہم پہنچائیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

گائیڈ نے بتایا کہ پام (Palm) کے درخت کی غیر معمولی قسمیں یہاں اس باغ میں موجود ہیں۔پام کے درختوں کی ایک ایسی قطار ہے جو اپنے سائز میں بہت بڑے ہیں اور جن کے بڑے بڑے پتے قریبًا ساڑھے تین میٹر تک لمبے ہیں۔یہ درخت 40 سے 60 سال پرانے ہو کر پھول دینا شروع کرتے ہیں۔ان کے اوپر چھتری کی شکل میں لگنے والے پھولوں کا یہ غیر معمولی گچھہ پانچ کروڑ چھوٹے چھوٹے پھولوں پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ درخت کی چوٹی پر درخت سے چھ میٹر اوپر اگتا ہے۔یہ درخت پھول دینے کے بعد مرجاتا ہے۔پام کے درخت کی اس قسم کو Talipot Palm کا نام دیا گیا ہے۔

اس درخت کی ایک دوسری قسم جو اس باغ میں قطار در قطار کھڑی ہے "Queen Palm" کہلاتی ہے۔اور یہ قسم برازیل سے لائی گئی ہے۔پام کی یہ قسم ناریل کے درخت سے بہت مشابہت رکھتی ہے اس لئے ایک عرصہ تک اس درخت کو Cocus Plumosa کا نام دیا جاتا رہا۔

اس باغ میں پام (Palm) کی دیگر اقسام کے علاوہ اور بھی قسما قسم کے درخت Latania Loddigesu کے درخت بھی ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے نَر اور مادہ پھول الگ الگ درختوں پر لگتے ہیں۔

اس باغ میں کنول کے پھولوں کا ایک تالاب ہے جو کھلے ہوئے کنول کے پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ان پھولوں کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

باغ کے منتظم سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے ان پھولوں کی تصاویر بھی بنائیں۔اس تالاب میں تین قسم کے Nymphaea موجود ہیں یعنی سفید، گلابی اور نیلے رنگ کے پھول موجود ہیں۔

دریائے امیزان (Amazon) کا مشہور کنول کا پھول "Victoria Amazoinea" جس کے غیر معمولی بڑے اور اٹھے ہوئے کناروں والے پتّے ہوتے ہیں اس تالاب میں موجود ہے۔ یہ پھول پانی پر تیرتا ہوا ایک بہت بڑا تھال معلوم ہوتا ہے۔یہ پھول اتنا بڑا ہے کہ کئی پرندے آ کر اس پر بیٹھتے ہیں اور یہ ڈوبتا نہیں ہے۔اپنی کلی سے یہ پھول دو دن کے بعد دوپہر کے وقت بعد سے کھلنا شروع ہوتا ہے اور اگلے روز دوپہر تک مکمل طور پر کھلا رہتا ہے۔کھلنے کے بعد پہلے روز اس کا رنگ Creamy White ہوتا ہے جب کہ دوسرے روز اس کا رنگ گُلابی ہوجاتا ہے۔

اس باغ کے ایک تالاب میں ایسے پھول بھی ہیں جن کے پتّے کافی بڑے ہیں اور ان پتّوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان پر پانی نہیں ٹھہرتا۔ اور پتوں پر پانی اس طرح حرکت کرتا ہے جیسے پارہ (Mercury) کسی چیز پر نہیں ٹھہرتا اور حرکت کرتا ہے۔ان پتوں کو پانی میں ڈبونے کے بعد بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان پتّوں کو پانی نے چھُوا تک نہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باغ کے منتظم سے ان پھولوں کے بارہ میں بھی معلومات دریافت کیں اور تصاویر بھی بنائیں۔

Triolet جماعت کا وزٹ اور مسجد عمر کا معائنہ

اس باغ کے مختلف حصوں کے وزٹ کے بعد بارہ بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Triolet جماعت کے وزٹ اور یہاں کی مسجد ''مسجد عمر'' کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔بارہ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور مسجد عمر Triolet پہنچے جہاں مقامی جماعت کے احباب نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور مسجد کے اندر تشریف لائے اور تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور احباب سے گفتگو فرمائی۔حضور انور نے احباب سے ان کے کاموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ مصافحہ کے دوران تصاویر بھی بنائی جا رہی تھیں۔اس طرح ہر شخص نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

Triolet کی جماعت ماریشس کی قدیم جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے۔یہ جماعت 1939ء میں قائم ہوئی تھی۔Triolet کا گاؤں ماریشس کے شمال میں سب سے لمبا گاؤں ہے۔یہاں ''مسجد عمر'' کی تعمیر 1960ء میں ہوئی۔مسجد کی تعمیر کے لئے زولیخہ سدھن صاحبہ نے اپنا پلاٹ پیش کیا۔

احباب جماعت سے ملاقات کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور مسجد سے ملحقہ بچوں کے مکتب میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے بعض سوالات دریافت فرمائے۔اس کے بعد حضور انور جماعت کے دفتر میں تشریف لائے اور کمپیوٹر پر جماعت کا سسٹم اور ریکارڈ کا نظام وغیرہ ملاحظہ فرمایا۔بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی درخواست پر وزیٹر بک میں لکھا:'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اللہ تعالیٰ اخلاص و وفا میں جماعت کو بڑھائے''۔

ایک بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نے 'مسجد عمر' میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے صدر جماعت Triolet مکرم رشاد رجمیت صاحب سے مسجد کے قطعہ زمین کے بارہ میں دریافت فرمایا اور یہاں جماعت کے رشتہ ناطہ کے امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات دیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر اگلے پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے "Ile Auxcerfs" کے علاقہ میں ساحل سمندر پر تشریف لے گئے۔ جماعت نے دوپہر کے کھانے کا انتظام یہیں کیا ہوا تھا۔یہاں کچھ دیر قیام کے بعد چار بجے کے قریب روز ہل کے لئے روانگی ہوئی۔ پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ پہنچے۔

چھ بج کر بیس منٹ پر حضور اپنی رہائشگاہ سے 'مسجد دارالسلام' روز ہل کے لئے روانہ ہوئے۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ماریشس کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ماریشس کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ تھی۔حضور انور نے دعا کروائی۔

قائد عمومی سے حضور انور نے مجالس کی تعداد دریافت فرمائی اور مجلس اور جماعت کا فرق سمجھایا۔حضور انور نے جائزہ لیا کہ کتنی مجالس باقاعدہ رپورٹس بھجواتی ہیں اور کتنی ہیں جو بے قاعدہ ہیں یا نہیں بھجواتیں۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو مجالس باقاعدہ ہر ماہ اپنی رپورٹس نہیں بھجواتیں ان کو صرف میٹنگ میں توجہ دلانا کافی نہیں بلکہ خطوط لکھیں اور بار بار یاددہانی کروائیں۔

پھر حضور نے اس بات کا جائزہ لیا کہ جب آپ کو (قائد عمومی کو) رپورٹس موصول ہوتی ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ صدر صاحب کیا کرتے ہیں اور قائدین اپنے اپنے شعبوں کے بارہ میں کیا کرتے ہیں۔حضور انور نے قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ آپ رپورٹس صدر صاحب کو دیا کریں۔ وہ اپنے ریمارکس دیں جو ان مجالس کو بھجوایا کریں۔قائدین کو کہیں کہ وہ آفس آئیں اور اپنے اپنے شعبوں کی رپورٹس دیکھیں اور اپنے اپنے شعبہ پر ریمارکس دیں جو مجالس کے متعلقہ سیکرٹریان کو بھجوائے جائیں۔

حضور انور نے قائد عمومی کو توجہ دلائی کہ آپ نے ہر مجلس کو اس کی رپورٹ کی رسیدگی سے مطلع کرنا ہے کہ فلاں مہینہ کی رپورٹ مل گئی ہے۔اس طرح مجالس زیادہ مستعد اور فعال ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: صدر مجلس کو حق ہے کہ جو زعیم صحیح طرح کام نہیں کر رہا اس کو تبدیل کر دیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجھے ہر ماہ باقاعدگی سے آپ کی رپورٹ آنی چاہئے۔

نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے صف دوم کے انصار کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔حضور انور نے فرمایا: ان کے لئے علیحدہ پروگرام بنائیں۔ نیز فرمایا: مجالس جو ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں اس میں صف دوم کا سپیشل کالم ہو تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ مجالس میں صف دوم کے تحت کیا کام ہوا ہے اور کیا پروگرام جاری ہیں۔

قائد اشاعت نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کے خطبہ جمعہ کا کریول زبان میں ترجمہ شائع کرتے اور احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا: آپ کی مجلس انصاراللہ کا News Lette ہونا چاہئے جس میں مہینہ کے چاروں خطبات کا ذکر ہو اور کریول زبان میں ترجمہ شائع ہو۔

قائد تجنید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی تجنید ہر وقت up-date رکھیں۔

حضور انور نے صدر صاحب انصاراللہ کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو دو معاون صدر رکھنے کی اجازت ہے۔آپ ان کے سپرد کوئی بھی خاص کام کر سکتے ہیں۔مثلاً وصیت کے نظام میں انصار کو شامل کرنے کے لئے خاص کوشش ہونی ہے۔ یہ کام معاون صدر کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔حضور نے فرمایا کہ صف دوم کے اندر کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ انصار وصیّت کے نظام میں شامل ہوں۔

قائد تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا سپیشل پروگرام بنایا ہے؟ حضور انور نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے شعبہ کا تعلق انصاراللہ کی دینی تعلیم کے بارہ میں ہے۔آپ کے پاس یہ سارا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے انصار سادہ نماز جانتے ہیں، کتنے باترجمہ جانتے ہیں، قرآن کریم ناظرہ کتنے جانتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو باترجمہ جانتے ہیں۔کتنے انصار روزانہ تلاوت کرتے ہیں اور کتنے باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کوئی کتاب مطالعہ کے لئے مقرر کریں۔سوالنامہ بنائیں اور پھر امتحان لیں۔فرمایا اپنے ممبرز کو Activate کریں۔

قائد ایثار نے بتایا کہ بوڑھے لوگوں، بیمار لوگوں کا وزٹ کرتے ہیں۔حضور نے فرمایا: میڈیکل کیمپ لگائیں، غرباء کی مدد کریں، ہسپتالوں میں آپ کی ٹیمیں جائیں۔بعض مریض ہوتے ہیں جو غریب ہوتے ہیں انہیں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کا بھی جائزہ لیں اور ایسے لوگوں کی مدد کے پروگرام ہوں۔فرمایا: اپنی ٹیمیں ہفتہ وار بھجوائیں۔اس سے جہاں غرباء کی مدد ہوگی وہاں غرباء سے آپ کا مستقل رابطہ ہوجائے گا اور ان کو احمدیت سے متعارف کروا سکیں گے۔

قائد وقف جدید کو حضور انور نے توجہ دلائی کہ اس وقت جو انصار چندہ وقف جدید ادا کر رہے ہیں وہ انصار کی کل تعداد کا نصف سے بھی کم ہے۔آپ کو آگے بڑھنا چاہئے۔

قائد تربیت نومبایعین سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ تین سال کے کتنے نومبائعین ہیں جو آپ کے ریکارڈ میں ہیں۔حضور انور نے فرمایا تین سال بعد نومبائع جماعت کے نظام کا باقاعدہ حصہ بن جاتا ہے، نومبائع نہیں رہتا۔حضور انور نے فرمایا: آپ نومبائع انصار کی لسٹ بنائیں، ان سے رابطہ کریں، ان کی تربیت کریں، ان کو ٹرینڈ کریں۔آپ کی ہر مجلس میں جو نومبائع انصار ہیں ان سے رابطہ کے لئے اپنے شعبہ کے تحت لوگوں کو مقرر کریں جو ان سے مستقل رابطہ رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہر نومبائع سے رابطہ ہونا چاہئے۔ فرمایا 2008ء تک ہر نومبائع کو نظام کا مکمل حصہ بننا چاہئے۔

قائد تبلیغ کو حضور انور نے فرمایا کہ مستعد ہوں اور تبلیغ کے لئے پلاننگ کریں۔

قائد تربیت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہئیں کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کتنے کر رہے ہیں، کتنے ہیں جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ انصار کو نمازوں میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ہر ناصر کو پانچ نمازیں باقاعدہ ادا کرنی چاہئیں۔

حضور نے ہدایت فرمائی کہ شعبہ تعلیم اور تربیت بعض کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

قائد ذہانت وصحت جسمانی کو حضور انور نے فرمایا کہ صف دوم کی کھیلوں کے پروگرام میں ان کی مدد کریں۔

قائد تحریک جدید سے حضور انور نے ان کے وعدہ جات اور چندہ کی ادائیگی کا جائزہ لیا۔

قائد مال سے حضور انور نے تفصیل کے ساتھ انصار کے بجٹ، فی کس چندہ کے معیار اور انکم کا جائزہ لیا۔ چندہ اجتماع اور اخراجات کا بھی جائزہ لیا۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ نے اپنے ریزرو فنڈ سے جو بھی خرچ کرنا ہے حضور انور کی اجازت سے کرنا ہے۔

میٹنگ کے آخر پر صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے اپنی کارگزاری کا مختصر جائزہ کمپیوٹر کے ذریعہ سکرین پر پیش کیا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ماریشس کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ انصاراللہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

میٹنگ کے بعد حضور انور مسجد دارالسلام تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁❁

- ❁......جس منحوس کو ہنسی سے خُدا لگتی کا بَیر ہے اُس سے تندرستی اُتنی ہی دُور رہتی ہے جتنی دُور فینائل سے مرض کے جراثیم۔
- ❁...... کم بولنے والے نہایت طاقت ور ہوتے ہیں۔
- ❁......وہم سب سے بڑا روگ ہے۔
- ❁......صاف پانی اور گہری نیند سب سے اچھا ٹانک ہیں۔

(رہنمائے صحت)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم اپنے خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کے پہلے دوسال کے مضامین مکمل انڈیکس کے ساتھ درج ذیل ویب سائٹ کی زینت بنائے جاچکے ہیں:
http://www.alislam.org/alfazal/d/

انڈیکس 2005ء

۲۰۰۵ء کے دوران ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بننے والے مضامین کا انڈیکس ذیل میں پیش ہے۔ اس کی تیاری میں اگرچہ ہرممکن احتیاط برتی گئی ہے تاہم کسی فروگذاشت کی صورت میں ادارہ معذرت خواہ ہے۔

۷رجنوری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱

☆ سہ ماہی خدیجہ ''سیدناطاہرنمبر'' کاتعارف
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کاپیغام
☆ خلاصہ مضامین ازمکرمہ صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ، مکرمہ زینت حمید صاحبہ، مکرمہ امۃ النصیر ظفر صاحبہ، مکرمہ کوثر شاہین ملک صاحبہ، مکرمہ ناہید تبسم صاحبہ، مکرمہ تسنیم الیاس صاحبہ، مکرمہ امۃ الرحیم شاد صاحبہ، مکرمہ امۃ الرفیق نسیم صاحبہ، مکرمہ رسالۃ افضل صاحبہ، مکرمہ نجمہ باری صاحبہ، مکرمہ مسعودہ بھٹی صاحبہ، مکرمہ نسرین حمید صاحبہ، مکرمہ ضیاء قمر ساہی صاحبہ، مکرمہ شاہدہ پروین صاحبہ، مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ، ڈاکٹر امۃ الرقیب صاحبہ۔
☆ مکرمہ سیدہ طیبہ زین صاحبہ کی نظم سے انتخاب
یادکرکے اُسے تڑپا کروں، رویا کروں

۱۴رجنوری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲

☆ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کارسالہ ''النداء''
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اپنی بچی کی رخصتی پرنصائح
☆ ''کولیسٹرول'' ازمکرم ڈاکٹر مظہر صاحب
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم ''خدام کے سالانہ اجتماع سے واپسی پر'' سے انتخاب
مَیں اُن کی بزم طریقت میں رہ کے آیا ہوں

۲۱رجنوری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳

☆ بلوچ سردار کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کا بے مثال احترام ازمکرم سردار محمد حیات قیصرانی صاحب
☆ لندن کی سیر
☆ اعزازات (مکرمہ سارہ بٹ صاحبہ، مکرم ڈاکٹر قمر احمد شمس صاحب)
☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم سے انتخاب
وہ اپنے فیضِ کرم سے نہال کرتا ہے

۲۸رجنوری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴

☆ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب
☆ ہائیڈروپیتھی ازمکرم شفقت رسول صاحب
☆ مکرم میاں لطیف احمد صاحب ازمکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ
☆ گیس بھرے مشروبات ازمکرمہ انیلہ منور صاحبہ
☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی نظم سے انتخاب
وعدہ اس کا وفا مدام ہوا
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب
ذہانت کی چمک آنکھوں میں ہے ......

۴رفروری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۵

☆ سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ اور مصلح موعودؓ کے بعض درخشندہ گوشے (قسط اوّل) ازمکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

۱۱رفروری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۶

☆ سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ اور مصلح موعودؓ کے بعض درخشندہ گوشے (قسط دوم) ازمکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب
☆ حضرت مصلح موعودؓ، دل کے حلیم ازمکرم فرخ سلمانی صاحب

۱۸رفروری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۷

☆ حضرت مصلح موعودؓ ازحضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

۲۵رفروری ۲۰۰۵ء-شمارہ ۸

☆ قبائل عاد اور ثمود ازمکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب
☆ مکرم پرویز پروازی صاحب کی نظم سے انتخاب
لئے جاتا ہے ہمیں ترکِ نسب سے آگے

۴رمارچ ۲۰۰۵ء-شمارہ ۹

☆ پیشگوئی لیکھرام ازمکرم چودھری عبدالواحد صاحب
☆ پیشگوئی لیکھرام پرمخالفین کاردّعمل ازمکرم شاہد منصور صاحب
☆ مکرم محمد افتخار احمد نسیم صاحب کی نظم سے انتخاب
خود گلے کا ہار ہوجائیں گے گُل
☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم سے انتخاب
مجھے کیا خبر کہ وہ ذکر تھا، وہ نماز تھی کہ سلام تھا

۱۱رمارچ ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۰

☆ ''دو پیشگوئیاں'' ازمکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ اور چھٹی مسیح ازمکرم مرزا نصیر احمد صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب
اطاعت اور وفا کی راہ پر ہم کو رواں رکھنا

۱۸رمارچ ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۱

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی سخاوت ازمکرم بشیر احمد رفیق صاحب
☆ مکرم محمود الحسن صاحب کی غزل سے انتخاب
تُو جلوہ گر ہے اذنِ تماشا بھی دے مجھے

۲۵رمارچ ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۲

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ نمازیں (قسط اوّل)
ازمکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم سے انتخاب
ہم نے بادل، کبھی سایہ، کبھی دریا لکھا

یکم اپریل ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۳

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ نمازیں (قسط دوم)
ازمکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ حضرت عمرؓ بن الخطاب ازمکرم حافظ عبدالحی صاحب
☆ حضرت قاضی زین العابدین صاحبؓ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم سید سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم سے انتخاب
ہاں اس طرف بھی اے نگہ لطف یار دیکھ

۸راپریل ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۴

☆ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ ازمکرمہ نبیلہ رفیق صاحبہ
☆ صحتمند بڑھاپا اور غذا کا انتخاب ازمجلّہ ''نحن انصار اللّٰہ''
☆ پاکستانی ''علماء'' کی افسوسناک اخلاقی حالت

۱۵راپریل ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۵

☆ اصحاب احمدؑ کی دلگداز نمازیں ازمکرم عبدالسمیع خان صاحب

۲۲راپریل ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۶

☆ اصحاب احمدؑ کا قیام اللیل ازمکرم عبدالسمیع خانصاحب
☆ احمدی طلباء کے اعزازات (مکرمہ سارہ نعیم صاحبہ، مکرمہ فریحہ سحر صاحبہ، مکرم محسن علی کامران صاحب)
☆ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
چھٹ گئیں تاریکیاں سب خوف کی

۲۹راپریل ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۷

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی سادگی وبے تکلفی
ازمکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب
☆ مکرم محمد لوئیس مآلا صاحب سابق امیر انڈونیشیا

۶رمئی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۸

☆ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طاعون سے متعلق پیشگوئی کا ظہور ازمکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب
☆ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع ازمکرم محمد اظہار الحق صاحب
☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نظم سے انتخاب
دلفگاروں پہ اک جلوۂ نور سے
☆ مکرمہ مسز صادقہ شمس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
کوئی میرا حال پوچھے، کوئی میرے گھر بھی آئے

۱۳رمئی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۱۹

☆ ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت ازمکرم عبدالسمیع خانصاحب

۲۰رمئی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۰

☆ درویشانِ قادیان کا مختصر ذکرِ خیر (محترم چودھری منظور احمد منیر چیمہ صاحب، محترم چوہدری سردار محمد صاحب، محترم نور محمد صاحب پونچھی اور محترم بہادر خان صاحب)
ازمکرم حکیم چوہدری بدرالدین عامل بھٹہ
☆ مکرم بشیر احمد طاہر صاحب کی وفات
☆ محترم قریشی محمد عبداللہ صاحب کی وفات
☆ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری

۲۷رمئی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۱

☆ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ سے اہل علم کے روابط
ازمکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

۳رجون ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۲

☆ ٹیلی مواصلات میں غیرمعمولی ترقی اور ایم ٹی اے کا تاریخی سنگ میل ازانجینئر منیر احمد فرخ صاحب
☆ محترم مولوی عبدالوہاب حجازی صاحب
ازمکرم سید سعید الحسن صاحب
☆ مکرمہ امۃ الحئی بخاری صاحبہ کی نظم سے انتخاب
گوشۂ آنکھ میں جو اشک ابھر آیا ہے
☆ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی نظم سے انتخاب
شدت گرمی میں یہ رونق ہے کیسی شہر میں

۱۰رجون ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۳

☆ درویشانِ قادیان کا ذکرِ خیر (محترم بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب (سرپیڑ)، محترم بابا محمد اسماعیل صاحب اور محترم عبیدالرحمٰن صاحب فانی بنگالی)
ازمکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ صاحب
☆ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب گجراتی کی وفات
☆ مکرم مرزا عبداللطیف صاحب ازمکرم حکیم بدرالدین صاحب
☆ مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب کی نظم سے انتخاب
خلافت باعث تہذیبِ انسان
☆ مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب کی نظم سے انتخاب
خدا مسرور کو مسرور رکھے

۱۷رجون ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۴

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے خودنوشت حالات (قسط اوّل)
☆ مکرم چودھری محمد علی صاحب کی نظم سے چند اشعار
آج کا دن طویل تھا کتنا

۲۴رجون ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۵

☆ حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کے حالات (قسط دوم)
☆ مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
یاں کوئی کسی کا میت نہیں دنیا کا یہی دستور ہوا

یکم جولائی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۶

☆ محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب ازمکرم ناصر احمد ظفر صاحب

۸رجولائی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۷

☆ گذشتہ نصف صدی کی 10 اہم ٹیکنالوجیز
ازجناب پال باؤن (ترجمہ: مکرم مجدالدین مجد صاحب)
☆ دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ازمکرم اکبر احمد صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی صاحبہ کی نظم سے انتخاب
جو ہوش مند شخص ہے پُردرد ہے بہت

۱۵رجولائی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۸

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ
☆ حضرت میاں کرم الٰہی صاحبؓ لدھیانوی
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ محترم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب ازمکرمہ امۃ الباری صاحبہ
☆ رسالہ ''انصارالدین'' برطانیہ کا تعارف

۲۲رجولائی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۲۹

☆ علم حاصل کرنے کا شوق اور لگن ازمکرم طارق حیات صاحب

۲۹رجولائی ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۰، ۳۱

☆ ہفت روزہ ''بدر'' کا سالانہ نمبر ۲۰۰۴ء (وصیت نمبر)
☆ صحابہ اور تابعین کی قربانیاں ازمکرم عطاء المجیب لون صاحب
☆ بہشتی مقبرہ قادیان کے تاریخی ومقدس مقامات
ازمکرم محمد یوسف انور صاحب
☆ نظام وصیت اور دریشان قادیان
ازمکرم چودھری بدرالدین عامل بھٹہ صاحب

۱۲راگست ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۲

☆ حضرت مولوی فتح الدین صاحبؓ آف دھرمکوٹ بگہ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

۱۹راگست ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۳

☆ ''الفضل'' ربوہ کا سالانہ نمبر ۲۰۰۴ء (دورہ افریقہ)
☆ غانا میں احمدیت ازمکرم فہیم احمد خادم صاحب
☆ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے کلام سے انتخاب
ہے خلافت کی محبت بحرِ ناپیدا کنار
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کے کلام سے انتخاب
نظر اٹھاؤ کہ تاریک سرزمیں والو!

۲۶راگست ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۴

☆ جماعت احمدیہ بنین کی ابتدائی تاریخ
ازمکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب
☆ نائیجیریا میں آغاز احمدیت ازمکرم عبدالستار خانصاحب
☆ مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کے کلام سے انتخاب
مسرور کے قدم سے ہوئی سُرَّ مَنْ رَاٰی!
☆ مکرم ظفر محمد ظفر صاحب کے کلام سے انتخاب
خدا کا شکر ہے بے حد کہ کٹ گئی آخر

۲رستمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۵

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ غانا
ازمکرم عبدالوہاب آدم صاحب
☆ تربیت اولاد اور سنت نبوی ﷺ
ازحضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ
☆ مکرم عبدالسلام اختر صاحب کے کلام سے انتخاب
اے خاک ارضِ خادم سردار مرسلیں

۹رستمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۶

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ازمکرم سہیل ثاقب بسراء صاحب
☆ محترم حافظ سخاوت علی شاہجہانپوری صاحب کی خودنوشت ازمکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب

۱۶رستمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۷

☆ حضرت عبدالعزیز نون صاحبؓ ازمکرم عبدالسمیع نون صاحب
☆ اعزاز (سید مطاہر جمال صاحب، فوزیہ مبشر صاحبہ)
☆ مکرم چودھری محمد علی صاحب کی نظم سے انتخاب
شرم سی کچھ، حجاب سا کچھ ہے

۲۳رستمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۸

☆ میرا دوست ڈاکٹر عبدالسلام ازجناب کے کے کٹیال
☆ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب

۳۰رستمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۳۹

☆ ابن رشدؒ ازمکرم محمد زکریا ورک صاحب
☆ مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے اخبارات ورسائل
☆ نعت ازمکرم اقبال صلاح الدین صاحب
سید خیرالبشر کی شفقتیں سب کے لئے

۷راکتوبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۰

☆ قیام نماز کے قابل تقلید نمونے ازمکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کے منظوم کلام سے انتخاب
مسجدیں اَور بھی بنائیں گے ہم

۱۴راکتوبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۱

☆ حضرت بابا شیر محمد صاحب بنگویؓ یکہ بان
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ بائیومیٹرکس (شناخت کا جدید طریقہ)

۲۱؍اکتوبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۲

☆ اصحاب احمدؑ کا قیام اللیل ازمکرم عبدالسمیع خانصاحب
☆ مکرم چودھری اقبال احمد صاحب دھوتڑ
ازمکرم محمد خورشید قریشی صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب
سستیاں چھوڑ دے اُٹھ باندھ کمر آج کی رات

۲۸؍اکتوبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۳

☆ نیوٹن کے علمی مجادلے اور اہم ایجادات
ازمکرم محمد زکریا ورک صاحب

۴؍نومبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۴

☆ سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی روایات (مرتبہ: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب)

۱۱؍نومبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۵

☆ انگلستان مشن کی یادیں ازمکرم بشیر احمد رفیق خانصاحب

۱۸؍نومبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۶

☆ آنحضرت ﷺ کا عشق قرآن ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

۲۵؍نومبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۷

☆ خلفاء سلسلہ کی یادیں ازمکرم عبدالسمیع نون صاحب
☆ کمسن مجاہدہ امّ ابانؓ ازمکرمہ امۃ المنان ندیم صاحبہ

۲؍دسمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۸

☆ بانی پاکستان اور چودھری محمد ظفر اللہ خانؓ
ازمکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب
☆ محترم بشیر احمد مہار صاحب درویش قادیان کی سرگذشت
☆ حضرت مولوی فرزند علی خانصاحب ازمکرم شیخ ناصر احمد صاحب
☆ الٰہی قدرت کا ایک نشان ازمکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب
☆ مکرم حکیم ماسٹر عبدالرحمٰن خاکی صاحب کی نظم سے انتخاب
آؤ اپنے عہد کے ماموری باتیں کریں

۹؍دسمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۴۹

☆ ڈاکٹر عبدالسلام کو سلام ازمکرمہ زینت محمود صاحبہ
(ترجمہ: مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب)

۱۶؍دسمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۵۰

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی ماموریت کا چوبیسواں سال (1905ء)
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
ہر امتحان سے ہر ابتلا سے گزرے ہیں

۲۳؍دسمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۵۱

☆ حضرت لبید بن ربیعہ العامریؓ ازمکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب
☆ محترم محمد زمان خانصاحب ازمکرمہ بشریٰ صاحبہ
☆ مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک غزل سے انتخاب
سب ہیں تمنائی وہ آئے، تم بھی ہو اور ہم بھی ہیں

۳۰؍دسمبر ۲۰۰۵ء-شمارہ ۵۲

☆ ۲۰۰۵ء میں ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بننے والے مضامین کا مکمل انڈیکس
☆ مکرم چودھری ناظر حسین صاحب ازمکرم خادم احمد سعید صاحب
☆ مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب
ازمکرم خواجہ عبدالغفار صاحب ہموسانی
☆ محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کے دوخواب
ازمکرم محمود مجیب اصغر صاحب
☆ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے
ازمکرم حافظ عبدالحلیم صاحب

مکرم چودھری ناظر حسین صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 جنوری 2005ء میں مکرم خادم احمد سعید صاحب اپنے والد محترم چودھری ناظر حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ 1926ء میں ضلع لائلپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق دیو فیملی سے تھا۔ آپ نے 21 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔

آپ انگریز کی فوج میں جیپ ڈرائیور تھے۔ جنگ عظیم دوئم میں جاپانیوں کے ہاتھوں قید ہوئے اور پانچ سال بعد رہائی ملی۔ اپنی بیعت کا واقعہ آپ یوں بیان کرتے تھے کہ ہمارے گھر کے قریب احمدیوں کی مسجد تھی، بڑے بھائی احمدی ہوچکے تھے جس کی وجہ سے مجھے احمدیت کے بارے میں کچھ معلومات مل چکی تھیں لیکن میں بیعت کرنے کے لئے دل سے تیار نہیں تھا۔ جنگ عظیم میں جب ہماری فوج مغلوب ہوگئی اور ہم مجبوراً پیچھے ہٹے تو ایک بڑا نالہ تھا جسے عبور کرکے ہم نے اپنی فوج سے ملنا تھا۔ جب مَیں نے نالہ پار کرنے کی کوشش کی تو مَیں ایک بھنور میں پھنس گیا۔ جب میں اپنی تمام تر مہارت کے باوجود پانی کے سامنے بے بس ہوگیا اور مزید ہاتھ پاؤں مارنے کے قابل نہ رہا تو میں نے انتہائی اضطراب کی حالت میں خدا کو پکارا کہ اے میرے مولا وہ آدمی جسے تُو نے امام مہدی کرکے بھیجا ہے اور مسیح موعود کا نام دیا ہے، اگر یہ سچا ہے تو مجھے آج اس مصیبت سے نجات بخش دے۔ یہ الفاظ منہ سے نکلے ہی تھے کہ پانی کی ایک سیلابی لہر نے مجھے اس بھنور سے نکال کر اونچے پانی میں پھینک دیا جہاں سے میں آسانی سے نالے سے پار گزر گیا۔ جب مَیں نالہ عبور کرچکا تو مکمل طور پر احمدی ہوچکا تھا۔ اس کے فوراً بعد ہمیں چونکہ قید کرلیا گیا۔ اور پانچ سال بعد رہائی ملی چنانچہ 1947ء سے کچھ پہلے مجھے احمدیت باقاعدہ قبول کرنے کی توفیق ملی۔

آپ ایک مخلص فدائی احمدی تھے۔ خلیفہ وقت سے آپ کو عشق تھا۔ MTA پر نشر ہونے والا حضور کا خطبہ باقاعدگی سے سنتے۔ آپ کی ربوہ میں آباد ہونے کی خواہش بھی خدا تعالیٰ نے پوری کردی۔ مجھے اکثر شام کے بعد اشد مجبوری کے بغیر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن جماعتی کام کے لئے ہمیشہ بخوشی جانے دیتے۔ ساری زندگی فروتنی، مسکینی اور خوش خلقی سے بسر کی۔ دنیاوی علم نہ رکھنے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ کا بہت سا منظوم کلام یاد تھا۔

آپ صلح جُو آدمی تھے۔ اگر کوئی جھگڑتا یا ناراض ہوتا تو بھی آپ پہلے اُس کے گھر جاتے اور منا لیتے۔ رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ جب ہم ربوہ شفٹ ہوئے تو گاؤں والا مکان آپ نے اپنے بھائی کو بیچ دیا جس نے دوسرے گاہک سے پندرہ ہزار روپے کم دینے تھے۔ مہمان نوازی کا اتنا شوق تھا کہ گھر میں کچھ نہ ہوتا تو اس مقصد کے لئے قرض پکڑ لیتے۔

7 جون 2004ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 جنوری 2005ء میں مکرم خواجہ عبدالغفار صاحب ہموسانی لکھتے ہیں کہ 24 ستمبر 2004ء کو محترم خواجہ عبدالعزیز صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ بعمر 80 سال وفات پاگئے۔ آپ کا آبائی وطن موضع ہموسان ضلع راجوری (کشمیر) تھا۔ 1947ء میں ہجرت کرکے پاکستان آگئے۔ ہموسان میں ہونے والے ایک مناظرہ کے نتیجہ میں آپ کو بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

ہجرت کے بعد پہلے مہاجر کیمپ میں مقیم رہے جہاں احمدیوں کی تربیت کا بھی اہتمام کیا۔ پھر دوسرے نوجوانوں کے ساتھ فرقان فورس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب کشمیری مہاجرین کی آبادکاری شروع ہوئی تو آپ نے اپنے ساتھ آنے والے احمدیوں کی آبادکاری کے لئے گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کا انتخاب کیا کیونکہ یہاں کئی احمدی آباد ہوچکے تھے۔ اس وقت بھی لالچ کی بجائے سچائی اور دیانت کا دامن تھاما اور اپنے حق سے زیادہ کچھ اپنے نام الاٹ نہیں کروایا۔

مہمان نوازی آپ کی سرشت میں تھی۔ اکثر اجنبی بھی آپ کی میزبانی سے لطف اندوز ہوتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ نوکر کو بھی اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھاتے۔ گاؤں کی نالیاں صاف کرنے والا کام سے فارغ ہوتا تو ناشتہ آپ کے پاس آکر کرتا۔

1953ء میں آپ واہ میں ایک سیمنٹ کے پائپ بنانے والی فیکٹری میں مزدوری کرتے تھے۔ ایک دن آپ ایک گہرے زیرتعمیر گڑھے میں تھے جب ایک مخالف نے چھری دکھا کر آپ کو احمدیت چھوڑنے کے لئے کہا مگر آپ نے بڑی جرأت سے انکار کردیا اور ساتھ ہی اُس کا بازو کلائی سے پکڑ لیا اور گھسیٹ کر اسے باہر لے آئے۔ یہ منظر دیکھ کر دوسرے لوگوں نے مخالف کو لعن طعن کی اور فیکٹری کی انتظامیہ نے اسے نوکری سے فارغ کردیا جبکہ آپ کی محنت اور دیانتداری اور قابلیت کو دیکھ کر آپ کو سپروائزر بنادیا گیا۔

1974ء میں بھی شرپسندوں کا ایک گروہ آپ کے گھر کے سامنے جمع ہوکر آپ کو گالیاں دیتا رہا لیکن آپ بڑے تحمل اور صبر کے ساتھ گالیاں سنتے رہے اور خاموش رہے۔

آپ ایک دعا گو اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد اشرف ضیاء مربی سلسلہ بلغاریہ ہیں جبکہ دیگر بیٹے بھی دین کی خدمت کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔

مکرم خواجہ صاحب موصی تھے چنانچہ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کے دوخواب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 جنوری 2005ء میں مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جب میٹرک کرکے 1960ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل ہوا تو اس وقت محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب عربی کے پروفیسر اور اپنے شعبہ کے صدر تھے۔ علاوہ ازیں کالج کی ایڈمنسٹریشن کے بھی انچارج تھے اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (اب وکیل اعلیٰ تحریک جدید) ریاضی کے پروفیسر اور ایڈمنسٹریشن میں اُن کے نائب تھے۔

محترم صوفی صاحب جلسہ کے دوران حاضری ونگرانی کے سیکشن کے ناظم ہوتے۔ ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں چیئرمین بھی تھے۔ 1976ء میں انہوں نے اپنی ایک خواب کا ذکر کیا جو کافی عرصہ پہلے کالج میں ملازمت کے زمانہ میں دیکھا تھا کہ چوہدری حمید اللہ صاحب پرنسپل ہوگئے اور صوفی صاحب ان کے ماتحت ہوگئے ہیں۔ کہنے لگے کہ خواب میں ہی میں نے سوچا کہ کسی بھی Seniority کے لحاظ سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ لیکن خلافت ثالثہ میں جب محترم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ بنے اور صوفی صاحب ایک شعبہ کے ناظم تھے تو پھر اس خواب کی سمجھ آئی۔ پھر خلافت رابعہ میں جب محترم چوہدری صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید بنے اور محترم صوفی صاحب وکیل التعلیم تھے تو بھی یہ خواب پوری ہوئی۔

1990ء یا 1991ء میں محترم صوفی صاحب نے اپنی ایک اور رؤیا کا ذکر کیا کہ انہیں اشارۃً بتادیا گیا ہے کہ خلافت خامسہ کے اعلیٰ منصب پر کون متمکن ہوں گے۔ کہنے لگے جو شخصیت دکھائی گئی ہے وہ ابھی بہت کم عمر اور غیر معروف ہے اور پھر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی طرف اشارہ بھی کرگئے۔

خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 جنوری 2005ء میں مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظاروں کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ محترم ماسٹر محمد صدیق صاحب مرحوم کی وفات کے موقعہ پر ان کے ایک ساتھی مکرم ماسٹر ملک محمد اعظم صاحب نے ان کے ایمان ویقین اور توکل کا واقعہ کچھ اس طرح سنایا کہ محترم ماسٹر صاحب مرحوم بتایا کرتے تھے کہ جن دنوں میں زمینداری کے پیشہ سے منسلک تھا، اتفاق ایسا ہوا میری گھوڑی جو کہ مجھے بہت عزیز تھی چور کھول کرلے گئے۔ یہ واقعہ جمعرات کی شام کا ہے۔ اگلا دن جمعہ کا تھا۔ دوسرا اتفاق یہ ہوا کہ کھیتوں میں پانی لگانے کی میری باری بھی تھی۔ صبح کھوجیوں کے ساتھ چلنے سے میں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ نماز جمعہ نہ رہ جائے۔ اور چونکہ پانی کی باری بھی عین جمعہ کی نماز کے وقت کے قریب تھی اس لئے میں نے اس سے بھی فائدہ اٹھانے کی بجائے نماز جمعہ کو مقدم جانا اور قریب گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے چلا گیا۔ قدرت خدا کی کہ رات کو خوب بادل برسا اور خدا نے زمین کو اتنا پانی دیا کہ وارے نیارے ہوگئے اور دوسرا معجزہ یوں ہوا کہ جمعہ کی رات کو ہی گھوڑی رسّہ تڑوا کر واپس بھاگ آئی اور صبح جب میں اٹھا تو گھوڑی میرے گھر واپس پہنچ چکی تھی۔

مضمون نگار ایک ذاتی واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ اڑھائی سال قبل جماعتی دورہ پر جاتے ہوئے کار کے حادثہ کے نتیجہ میں ہمارے دو ساتھی شہید ہوگئے جبکہ مَیں اور برادرم حافظ محمد نصر اللہ صاحب زخمی ہوئے۔ مجھے سر پر بہت گہرے زخم آئے تھے یہاں تک کہ ابتداء میں تو میرا چہرہ پہچاننا بھی مشکل تھا۔ چند دن مسلسل بیہوش رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ کسی نے کہا کہ یہ تو معجزہ ہوگیا تو مَیں نے کہا کہ جب بھی مَیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعائیہ عریضہ لکھتا ہوں، یہ عاشقانہ مصرعہ ضرور لکھتا ہوں:

اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز

حدیث ہے کہ جب تم کسی کے لئے دعا کرتے ہو تو فرشتے تمہارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ میں اس مقدس وجود کی درازی عمر مانگتا تھا۔ خدا نے مجھے کہا کہ جا تیری بھی عمر دراز ہو۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday December 30 , 2005 | Issue No. 52

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ ماریشس کی مختصر جھلکیاں

جلسہ سالانہ ماریشس سے حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب۔ جھوٹ بولنا، جھوٹی افواہیں پھیلانا اور جھوٹی گواہی دینا ایسی چیزیں ہیں جو معاشرہ کا امن تباہ کر دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہیں۔ ہر نیکی کو اختیار کریں اور ہر برائی سے بچیں۔ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے احکامات کے تابع زندگی بسر کرنی چاہئے۔ ایک احمدی مسلمان کو دوسروں سے بڑھ کر اپنے ملک کا خیر خواہ اور وفادار ہونا چاہئے۔

اجتماعی بیعت۔ تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی پر طلباء کو میڈل اور سرٹیفکیٹ۔ منسٹر آف یوتھ اور سپورٹس کا خطاب، فیملی ملاقاتیں۔ اخبارات و میڈیا میں کوریج۔
Botanical Garden کا وزٹ۔ Triolet جماعت کا وزٹ اور مسجد عمر کا معائنہ۔ نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ماریشس کے ساتھ میٹنگ اور ہدایات۔

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

04/دسمبر 2005ء بروز اتوار:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد دارالسلام روز ہل میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔ صبح حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جلسہ سالانہ ماریشس کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ سوا چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ تشریف لائے اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب بیعت

نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جس میں ماریشس اور جزیرہ راڈرگ (Rodrigues) کے چھ مرد احباب اور چھ خواتین نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرد احباب نے حضور انور کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔

اس کے بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس نے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں شرکت کرنے والے بعض مہمانوں کا حضور انور سے تعارف کروایا۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ مخدوم شریف صاحب نے کی۔ بعد ازاں مختار دین تیجو صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام میں منتخب اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔

نمایاں کارکردگی پر احمدی طلباء کو میڈل اور سرٹیفکیٹ

بعدہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں اور اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے احمدی طلباء کو سرٹیفکیٹ اور میڈل عطا فرمائے۔

درج ذیل 14 طلباء نے حضور انور کے دست مبارک سے سرٹیفکیٹ اور میڈل حاصل کئے۔ سلیم احمد صاحب، ابراہیم Ramjaun صاحب، طارق احمد Chitamun صاحب، بلال احمد سوکیہ صاحب، محمد Ackmez دولت صاحب، ارشد ابراہیم یعقوب صاحب، محمد نظام الدین Napaul صاحب، محمد اظہر بھنّوں صاحب، جنید مسلم صاحب، خالد علی بخش صاحب، فضل الرحمٰن حسن علی صاحب، عمر احمد سلطان غوث صاحب اور شعیب ناصر احمد Jeeawody صاحب، محمد Khalid Macksoodally صاحب۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب طلباء کے لئے مبارک فرمائے۔

منسٹر آف یوتھ اینڈ سپورٹس کا خطاب

اس تقریب کے بعد جلسہ کے اس آخری سیشن میں شامل ہونے والے مہمانوں میں سے منسٹر آف یوتھ اینڈ سپورٹس Hon. Sylvio Tang نے حاضرین جلسہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ موصوف نے کہا کہ وہ بہت مشکور ہیں کہ انہیں اس جلسہ میں مدعو کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی جماعت کے قومی سطح پر کئے گئے کاموں سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ آپ نے ماریشس میں مختلف نظریات کے لوگوں میں امن، یک جہتی اور بھائی چارہ کی فضا کو فروغ دیا ہے اور مَیں حکومت کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ ماریشس سے اختتامی خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اختتامی خطاب کے لئے جونہی ڈائس پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر، اسلام احمدیت زندہ باد۔ مرزا غلام احمد کی جے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور انور کا یہ خطاب بھی MTA پر Live نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ مَیں نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس بات پر زور دیا تھا اور آپ کو توجہ دلائی تھی کہ جلسہ سالانہ کے یہ دن دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں۔ ہر وقت آپ کے دل میں خدا کی یاد رہے اور ہر وقت اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ اس وقت ممکن ہوگا جب اللہ کے احکامات پر عمل کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے بہتوں نے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔

وہ لوگ جنہوں نے یہ دن عبادت الٰہی اور خدا کی یاد میں گزارے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور روحانیت میں بڑھائے اور انہیں اللہ کا قرب حاصل ہو۔

حضور نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کر رہے ہوں لیکن آپ کا روحانی معیار بلند نہ ہو رہا ہو اور آپ دوسروں کے حقوق ادا نہ کر رہے ہوں اور برائیوں کو پیچھے نہ چھوڑ رہے ہوں۔

حضور نے فرمایا: ہم احمدی اس زمانے کے امام مسیح ومہدی کو ماننے والے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی سچی تعلیم سکھائی اور ہم کو سچا احمدی مسلمان بننا سکھایا اور ہمیں دو بنیادی فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ ایک اللہ کی عبادت اور دوسرے حقوق العباد۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیمات میں ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ قرآن کریم کے دو بنیادی احکامات ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کا قیام اور اس سے محبت اور اس کی کامل فرمانبرداری اور دوسرے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خیر خواہی۔

حضور انور نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک اچھے مسلمان کی یہ صفات بیان فرمائی ہیں کہ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو یہ کہا ہے کہ آپ کو انسان کی بھلائی اور بہتری کے لئے پیدا کیا ہے۔ سو ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی کو انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہو اور اس کی طرف سے بُرے رویّہ کا اظہار ہو اور مخلوق خدا کو تکلیف پہنچے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں انسان کی بھلائی کے لئے کام کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اور انسان کو اچھی باتوں کی طرف بلانے کی تعلیم دی ہے اور انسان کو اس کے خدا کی طرف اُس کے خالق کی طرف بلانے کی تعلیم دی ہے۔ اور خدا کے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارہ میں تاکید کی ہے۔

پس ایک مسلمان سے ہر ایک کو فائدہ پہنچنا چاہیے اور مسلمان کو اپنوں میں سے ان لوگوں کو روکنا چاہئے جو دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان کے حقوق غصب کرتے ہیں اور خدا کی مخلوق کو بلا وجہ ہلاک کرتے ہیں اور معصوموں پر ظلم کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری جماعت کے لوگ جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو اچھے اعلیٰ اخلاق اپنانے چاہئیں اور وہ سچائی پر قائم ہوں۔ کوئی برائی اُن سے سرزد نہ ہو۔ وہ پانچوں نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنے والے ہوں۔ جھوٹ نہ بولیں، اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ ان کے دل میں کوئی بُرا خیال نہیں آنا چاہئے۔ تمام بنی نوع انسان کی خیر خواہی و ہمدردی ان کا اصول ہونا چاہئے۔ اللہ سے ڈرنے والے ہوں، اس کا تقویٰ اختیار کریں، اپنے ہاتھ سے، زبان سے کسی کو تکلیف نہ دیں، امانت میں خیانت نہ کریں۔ التزام کے ساتھ پنج وقتہ نماز ادا کرنے والے ہوں۔ چوری اور رشوت سے بچیں۔ جانی نقصان نہ پہنچائیں، ناانصافی اور ظلم نہ کریں، بُری صحبت اختیار نہ کریں۔ کسی کے مذہب پر تنقید نہ کریں۔ اچھی نصائح کرنے والے بنیں۔ دوسروں کو معاف کرنے اور درگزر سے کام لینے والے ہوں، صبر سے کام لینے والے ہوں۔ اگر کوئی آپ سے بُرا سلوک کرتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے تو سلام کہیں اور علیحدہ ہو جائیں۔ آپ کے دل دھوکہ، کینہ اور بغض سے خالی ہوں۔ ہاتھ ظلم سے پاک ہوں۔ اور آنکھ ہر برائی سے پاک ہو۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ آپ کی طرف سے ہمدردی اور خیر خواہی کے سوا اور کچھ ظاہر نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا:

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیم پیش کی ہے۔ وہی شخص اتنی گہرائی میں جا کر ایسی تعلیم پیش کر سکتا ہے جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔

حضور نے فرمایا: ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہم امام مہدی پر ایمان لائے۔ صرف ایمان لانا کافی نہیں بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہے۔ ہم اس وقت تک اپنے آپ کو سچا احمدی مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک کہ ہم خدا تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل نہ کریں۔ ہر نیکی کو اختیار کریں اور ہر بُرائی سے بچیں۔ پس ہر احمدی کو ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں